تذکرۂ پاک ۱۳۲۶ھ

معروف بہ

میلادِ اطہر

مصنفہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اس مجلس میلاد سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ ایک جگہ چند آدمی جمع ہو کر ولادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر کریں اور سنیں اور اسی کے ساتھ آنحضرت کی سیرت مبارک پر بھی غور کریں۔ کہ اس سے بہتر درس اخلاق ایک مسلمان کے لئے اور کوئی نہیں ہو سکتا پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب یہ مجلس ایسے متبرک مقاصد کی غرض سے منعقد کی جاتی ہے تو اس کو بدعت و ناجائز کیوں کہا جاتا ہے وہ علما جو ان محافل کو ناجائز قرار دیتے ہیں۔ اور ان کے انعقاد کو بدعت خیال کرتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ وہ سیرت مبارک کے ذکر کو ہرگز برا نہیں سمجھ سکتے یا کسی مسلم انکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و مناقب سے انکار اور نہ مجالس میں انکے ذکر کرنے سے کبھی کوئی عذر ہو سکتا ہے۔ بلکہ ان فضائل و مناقب کے ذکر سے بفحوائے عند ذکر الصالحین تنزل الرحمۃ رحمت الٰہی کا نزول ہوگا۔ یہ کوئی ضروری نہیں کہ فلاں تاریخ مخصوص ماہ میں ہی ہو بلکہ بارہ مہینے اور ہر ماہ کے تیس دن۔ اور ہر دن کے چوبیس گھنٹوں میں جب کوئی چاہے کسی با خدا عالم کو بلا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و شمائل خود سنئے اور لوگوں کو بھی سنوائیے، اس لئے یقیناً اس کے اسباب کچھ اور ہوں گے جنکی بنا پر ایسا حکم لگایا جاتا ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ اس پر غور کریں اور مجلس میلاد میں میلاد کے تمام ضروری پہلوؤں پر نظر ڈالتے ہوئے خود انصاف سے کام لیں کہ آیا وہ بدعت ہے یا نہیں۔ عقل سلیم اسے جائز قرار دے سکتی ہے یا نہیں۔ سب سے پہلے موجودہ طرز عمل کو دیکھا جاتا ہے کہ وہ کیا ہے۔ ہندوستان کا ہر شخص آگاہ ہے کہ عموماً جب محفل میلاد منعقد کی جاتی ہے تو پہلے تعین وقت اور روز کی اطلاع پبلک کو دیجاتی ہے۔ جب وقت معینہ پر سب آدمی جمع ہو جاتے ہیں تو ذکر خیر شروع ہوتا ہے ذکر کی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ مجمع کے وسط میں ایک چوکی پر صاف ستھرا فرش بچھا دیا جاتا ہے اسکے قریب ہی

نوٹ

[illegible] دوسری طرف سے [illegible] ارادہ کیا [illegible] کوشش کروں [illegible]

وما توفیقی الا باللہ

[illegible]

[illegible]

بلایا جاتا ہے جن مین اکثر بے نمازی ۔ داڑھی منڈے ۔ نشہ کا استعمال کرنیوالے ۔ سُود کھانیوالے ۔ اور احکام شرعی سے بھی بالکل ناآشنا ہوتے ہین عملی طور پر جن کے دلون مین شریعت کے احکام کی کوئی عزت معلوم نہین ہوتی لیکن محض خوش الحانی کے لحاظ سے انھین دعوت دے کران کو زیب مجلس اور صدر محفل بنایا جاتا ہے ۔ اب تو نعتیہ کلام کہنے کا عام طور پر رواج ہوگیا ہے لیکن وہ اس قدر سخیف اسقدر رکیک ذلیل اور ابتذال سے ہوتا ہے کہ کوئی سنجیدہ اور صحیح الذوق شخص انکا دیکھنا یا پڑھنا گوارا نہیں کرسکتا ۔ وہی عامیانہ تشبیہات وہی سوقیانہ جذبات وہی پست و ادنیٰ خیالات جو عام شعرا کی غزلون مین پائے جاتے ہین انمین بھی ہوتے ہین اور رسول اللہ کیساتھ اسی انداز طرز بیان مین اظہار محبت کیا جاتا ہے جیسا کہ دنیا مین دوسرے محبوبون کے ساتھ ۔ اب آپ غور فرمایئے کہ مذہب کی توہین اس سے اور زیادہ کیا ہوسکتی ہے ۔ بعض اوقات تو ایسی نعتیں پڑھی جاتی ہین جن سے شریعت اسلامیہ کے اصولی احکام پر بھی زد پڑ جاتی ہے ۔ بطور نمونہ مروجہ نعتون کے دو ایک شعر ملاحظہ فرمایئے ۔

شریعت کا ڈر ہے نہین تو یہ کہدوں — خدا خود رسول خدا بن کے آیا
سپے تسکین خاطر صورت پیراہن یوسف — محمد کو جو کچھ چاہا حق نے بنایا یکدلیا قد کا
طواف کعبہ مشتاق زیارت کو بہانہ ہے — کوئی ڈھب چاہئے آخر رقیبونکی خوشامد کا
وہی جو مستوی عرش ہے خدا ہوکر — اتر پڑا ہے مدینے مین مصطفیٰ ہوکر

اس کے علاوہ بیجا آرائش اور روشنی وغیرہ کرنے مین بھی اسراف اور فضول خرچی سے کام لیا جاتا ہے اور بجائے ثواب وعید شدید ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین کے مصداق بنتے ہین ۔ اب تو ایک اور نئی رسم کا افتتاح ہورہا ہے ۔ کہ بارہوین ربیع الاول کو جو سید المرسلین شفیع المذنبین فداہ ابی و امی صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کا دن ہے جلوس کا نکالنا نہایت ضروری سمجھا جاتا ہے ۔ اور یہ بھی ہوتی آئی ہے کہ میلاد شریف کے ختم ہونے پر شیرینی ضرور تقسیم ہونی چاہیئے جو چندان مضائقہ اور قابل گرفت نہین لیکن عوام نے تو اسکو اس قدر ضروری اور واجب سمجھ رکھا ہے ۔ کہ اگر کسی نے اس کے خلاف کیا تو اسکو تیر ملامت کا نشانہ بنایا جاتا ہے ۔ جس سے اور خرابیون کے سوا انعقاد محفل میلاد کا مقصد بھی فوت ہوجاتا ہے ۔ یہ حرکت صاف کہہ رہی ہے کہ اگر محفل میلاد مین شیرینی تقسیم نہ ہو تو سامعین بھی ہرگز قدم

خوشبو کیجاتی ہے اور میلاد خوانون کا گروہ جس مین کم از کم تین آدمی ہوتے ہین اُس چوکی پر جلوہ افروز ہوتا۔
سب سے پہلے درمیان کا میلاد خوان اسکی ابتدا کرتا ہے اور اکثر فاتحہ سے آغاز ہوتا ہے اسکے بعد کوئی کتاب
کھول کر حمد نعت مین غزل گائی جاتی ہے۔ اور اس نغمہ سرائی مین تینون آدمی جو بحیثیت پیشہ ور میلاد خوان
ہونیکے حد درجہ بیباک ہوتے ہین۔ اور مطلقاً گلو بازیون سے انھیں شرم نہین آتی شریک ہوتے ہین اسکے
کوئی نقل سے ،، شروع کی جاتی ہے جس مین تخلیق زمین و آسمان، عالم ارواح۔ نور محمدی وغیرہ کا ذکر ہوتا
یہان تک کہ آنحضرت کی ولادت کے ذکر کا وقت آتا ہے۔ اُسوقت لوگ مودب کھڑے ہو جاتے ہیں
اور عام طور سے اُس وقت کوئی نظم نعت مین نغمے کے ساتھ پڑھی جاتی ہے۔ پھر بیٹھکر آپ کے عام
طفولیت کا ذکر نشو ونما کے حالات مبعوث ہونیکی کیفیت نزول وحی کا حال اور معراج وغیرہ کا بیان ہوتا ہے
بظاہر ان تمام باتون مین کوئی امر خلاف مصلحت یا خلاف شریعت نظر نہیں آتا لیکن اگر غور سے دیکھا جائے
تو معلوم ہوگا کہ اِن میں سے کوئی بات حقیقی مقصود کو پورا نہین کرتی۔ اوّل تو جو کتابین ذکر میلاد کے لئے
منتخب کی جاتی ہین وہ اسقدر معمولی اس درجہ لغو روایات و حکایات سے مملو کہ ان کو آنحضرت صلعم کیطرف
منسوب کرنا ہی اس ذات مقدس کی سخت توہین ہے دوسرے نغمہ سرائی وغیرہ اور نعتیہ کلام کے بعض
عامیانہ انداز بیان سے اِس محفل کو ایسی نوعیت دے دیجاتی ہے کہ اُسے مجلس میلاد مبارک تو کہہ
نہین سکتے۔ ہان جو اور جی مین آئے اسکا نام رکھ لیجئے۔ الغرض عام طور پر آجکل جو میلاد کی محفلیں منعقد
ہوتی ہین ان مین بڑی خرابی تو ان کتابون کی ہے۔ جو وہان پڑھی جاتی ہین اس لئے سب سے پہلے لوگون کو
اس طرف توجہ کرنی چاہئے۔ اور ان معمولی کتابون کی روایتون پہ بھول کر بھی اعتماد نہ کرنا چاہئے مولنا
شبلی کی سیرۃ النبی یا النشر الطیب۔ تاریخ حبیب اللہ یا ایک اور کتاب رحمۃ للعالمیں اردو کی معتبر
تصانیف اِسی باب مین ہین۔ انکو پڑھنا پڑھوانا چاہئے۔ اسی کے ساتھ ساتھ نعتیہ غزل کی بھی ضرورت
سمجھی جاتی ہے حالانکہ یہ بالکل لغو ہے۔ رسول اللہ کے حالات کے ساتھ ایسی نظمون کو پڑھ کر
محفل میلاد کی سنجیدگی کو کبھی قائم نہین رکھا جا سکتا تو پھر لازم ہے کہ خاص طور پر اس کا اہتمام کرتے ہوئے
صحیح معنی مین نعتیہ کلام پیش کیا جائے۔ کیونکہ عموماً مجلس میلاد میں خوش الحان نعت خوانون کو

قدیم انداز کی ترک ہوتی جاتی ہے۔ لیکن ظاہر ہے کہ جو رواج صدیوں سے قائم ہے وہ دفعتًہ نہیں اُٹھ سکتا۔ اور ابھی اس کے رُو بہ اصلاح ہونے کے لئے زمانہ درکار ہے۔ لیکن پھر بھی اگر ہر شہر، ہر محلہ اور ہر گاؤں کے سنجیدہ اور با اثر لوگ عوام کو حقیقت سے آگاہ کرتے رہیں تو بہت جلد یہ بدعت سیئہ دُور ہو سکتی ہے۔ علاوہ برین آجکل بعض مسائل فرعیہ مین ایسا اختلاف واقع ہو رہا ہے جس سے طرح طرح کی بُرائیاں اور دشواریاں پیدا ہو رہی ہیں خواص کا وقت اور عوام کا دین الگ ضائع ہو رہا ہے۔ منجملہ ان کے ایک مسئلہ قیام میلاد شریف کا بھی ہے جو ایک مسئلہ مختلف فیہا ہے اور ہر فریق کے پاس بزعم خود دلائل شرعی بھی موجود ہین۔ قوت وضعف کا فرق ہو یہ اور بات ہے۔ پس خواص کا تو یہ فرض ہے کہ جو ان کو تحقیق ہو اس پر عمل کرین اور دوسرے فریق کے ساتھ بغض و کینہ نہ رکھیں تنفر و تحقیر کی نگاہ سے اسکو نہ دیکھیں اسکی تفسیق و تذلیل بھی نہ کرین۔ بلکہ باہم صاحب سلامت اور ملاقات و محبت کے رسوم جاری رکھین۔ اگر مانعین قیام مجوزین قیام کی محفل مین شریک ہوں تو بہتر ہے کہ اس محفل مین قیام کرین بشرطیکہ کسی فتنہ کے برپا ہونیکا احتمال نہ ہو۔ اگر قیام ہو تو مانعین قیام کو بھی لازم ہے کہ اُس وقت بمقتضائے آداب مجلس قیام مین شرکت کرین۔ علیٰ ہذا الاصول اسکے برعکس ہو تو مجوزین قیام بھی وہی پہلو اور طریقہ مدنظر رکھین۔ غرض فتنہ و فساد سے بچین۔ اور عوام کو چاہیے کہ جس عالم کو وہ متدین و محقق سمجھین اسکی تحقیق پر عمل پیرا ہوں دوسرے فریق کے لوگوں سے تعرض نہ کرین خصوصًا دوسری جماعت کے عُلما کی شان مین گستاخی کرنا چھوٹا منہ بڑی بات ہے غیبت اور حسد سے اعمال حسنہ ضائع ہو جاتے ہین۔ لہذا ایسی حرکت نہ ہو جس سے کچھ نتیجہ بھی نہ نکلے اور دونوں جہان میں رُوسیاہی بھی ہو کیونکہ نفس قیام میلاد شریف فرض و واجب یا سنّت تو ہے نہیں غایت مافی الباب مستحسن ہے۔ اور جب یہ امر مستحبات سے ہے تو اسکا عامل مستحق ثواب ہے اور تارک مستحق عذاب نہیں فاحفظہ تنتفع ان شاء اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ۔ ونشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد والہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

چلنے کی تکلیف گوارا فرمائین۔ کیونکہ عوام تو ذکر خیر سُننے یا ثواب حاصل کرنے نہین آتے مٹھائی کی طمع ان کو
جوق جوق کھینچ لاتی ہے۔ بلکہ اِس رِواج نے تو یہان تک زور پکڑا ہے کہ امیر تو اپنی نام نمائی اور دوسرونکی
نکتہ چینی کی دہشت سے بہترین شیرینی مہیا کرنے کے پس و پیش مین پڑکر انعقاد محفل تبرک سے محروم رہتے ہین
اور بیچارے غریب اپنی غربت کے مارے معمولی مٹھائی بھی بہم نہ پہنچانے پر محفل میلاد کے انعقاد مین سبقت
ہی نہیں کرتے۔ اور نہ ان کی یہ حسرت کہ میرا گھر بھی ایکدن ذکر مبارک سے منور ہو پوری ہوتی ہے۔ خیال کیجئے
اگلے زمانے کے لوگ کیسے صدق عقیدت اور خلوص نیت والے تھے کہ اگر گھر مین کچھ موجود نہ ہوتا تو چنے
ہی تقسیم کر دیتے۔ حضرت شاہ ولی اللہ کے والد ماجد حضرت شاہ عبد الرحیم دہلوی کا قصہ معروف و مشہور ہے
اب اگر مجلس میلاد شریف ہونے والی بھی ہوتی ہے تو تذکرہ بالا وجوہ کی بنا پر گویا ہو کر نہین ہوتی جس سے ہر شخص
بخوبی اندازہ لگا سکتا ہے۔ کہ ایسی حالت مین دینی اور دُنیوی خسارہ کس قدر ہوتا ہے۔ اور کتنے بیچارونکی
آرزوئین یون ہی دِل مین گھٹ گھٹ کر مُردہ ہو جاتی ہونگی۔ اگر کوئی اسلام کا سچا خادم ان بدعت اور خلاف
شریعت رسومات کے انسداد کی سعی کرتا ہے تو اس کے سر طرح طرح کے اتہامات تھوپے جاتے ہین۔ بلکہ
اسکے خلاف عام طور پر یہ پروپیگنڈا پھیلایا جاتا ہے۔ کہ دراصل یہ رسول اللہ صلعم کا دشمن ہے۔ اور آپ کے
ذکر خیر سے چڑتا ہے۔ ع برین عقل و دانش بباید گریست ؛ حالانکہ ذکر میلاد کا حقیقی مقصود یہ ہے کہ لوگ
رسول اللہ صلعم کی زندگی کے کارنامون سے واقف ہو کر خود بھی اسکی پیروی کرنے کی کوشش کرین
اسی لئے ارشاد خداوندی ہے لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ اور اس کے لئے ضرورت ہے
کہ آپ کا اسوہ حسنہ لوگون کے سامنے پیش کیا جائے۔ آپ کا عام اخلاق، صبر و تحمل، عزم و استقلال
لطف و کرم۔ اسلوب معاشرت۔ اور طرز تمدن وغیرہ لوگون کو سمجھایا جائے۔ جو ترقی کا حقیقی راز ہے چنانچہ
ذکر میلاد کی عمدہ ترین تدبیر یہ ہے کہ کسی مستند اور مشہور عالم کو (جو واعظ پیشہ نہ ہو) دعوت دیجائے
اور وہ نہایت سادہ اور پُر اثر انداز مین لوگون کو ذکر مبارک سنائے اگر کوئی ایسا عالم مِل جائے جو صاحب
دِل اور اہل باطن بھی ہے تو کیا کہنا۔ لیکن اگر یہ دونون صورتین ممکن نہ ہون تو پھر کوئی معتبر کتاب پڑھکر
سُنادی جائے۔ بحمد اللہ بعض مقامات مین تو اس کا احساس ہو رہا ہے۔ اور رفتہ رفتہ رسم میلاد

کہ کسی طرح فنا قبول نہیں کرنا۔ اپنے معنی میں سراسر باقی ہے۔

چترِ رحمت سایہ افگن ہے مدام اللہ کا
ہے نگینِ دِل پہ جیسے نقش نام اللہ کا

کون کہتا ہے کہ ہے وہ رونقِ دیر و حرم
آنکھ ہے تو دیکھ لو دل ہے مقام اللہ کا

رند ہو زاہد ہو یا کافر ہو یا دیندار ہو
سب پہ یکساں ہے جہاں میں فیضِ عام اللہ کا

شاہ کو مفلس گدا کو دم میں کر دیتا ہے شاہ
دیکھکر حیران ہے عقل انتظام اللہ کا

پھر نہ اُبھرا جو ہوا غوّاص بحرِ معرفت
سرحدِ ادراک سے باہر ہے کام اللہ کا

مبتلا ہوتا نہیں ہے وہ مصیبت میں کبھی
نام جو رٹتا ہے دِل سے صبح شام اللہ کا

منکروں کو سنتے ہی ایمان لانا ہی پڑا
اللہ اللہ پُر اثر ہے کیسا کلام اللہ کا

عمر بھر مدّاح ہو اس کا اگر سارا جہان
وصف ہو سکتا نہیں ہرگز تمام اللہ کا

اطہرِ خستہ کی یہ حسرت بر آئے وقتِ نزع
دِل میں یادِ احمدؐ کی لب پر ہو نام اللہ کا

اے خدا سب کا کارساز ہے تو
بے نواؤں کا دِل نواز ہے تو

ساری خلقت کو آس ہے تیری
اور دُنیا سے بے نیاز ہے تو

کیوں نہ لا تقنطوا ہو پیشِ نظر
سب پہ روشن ہے راست باز ہے تو

بے ٹھکانوں کا ہے تو ہی ملجا
بے دلوں کا بھی دِل نواز ہے تو

زہد پر فخر زاہدوں کو ہے
عاصیوں کو ہے جس پہ ناز ہے تو

کیا کہیں مدعائے دِل اپنا
اے خدا غیب دانِ راز ہے تو

ڈر جبا کو ہو کیا گناہوں کا
تو ہے غفّار جاں نواز ہے تو

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا وَّدَاعِیًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ سِرَاجًا مُّنِیْرًا وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِیْرًا وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِیْنَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَدَعْ اَذٰىهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِیْلًا

حمد باری

اے نخل بند چمنستان کونین ! تیرے قربان - تو نے گلشن عالم کو گلہائے رنگا رنگ عنایت فرما کر چمن چمن سیراب و شاداب کیا - دنیا کی ہر چیز تیری قدرت کا نمونہ ہے - ذرے ذرے سے تیری صنعت ہویدا ہے انسان تیری تمام قدرت کا ایک خلاصہ ہے یا دوسرے معنوں میں باغ عالم کا ایک ادنی شگوفہ ہے - تو مالک ہے مختار ہے - جسے جو چاہے دے جس سے جو چاہے چھین لے - تیری سرکار مین کسی کو مجال دم زدن نہین - امیر و فقیر تیرے محتاج - خسروان عالم تیرے دست نگر - جس نے جو پایا تجھی سے پایا - گوہر کو آب - آب کو تاب شاخ کو گل - گل کو رنگ و بو - آسماں کو مہر و ماہ - مہر و ماہ کو ضو - اور انسان ضعیف البنیان کو خلعت لقد کرمنا بنی آدم تو نے ہی عطا کیا - خضر و الیاس کو عمر جاودان تو نے ہی بخشی - خلیل اللہ پر آگ کو گلزار تو نے ہی کیا - کلیم کو ید بیضا تو نے ہی بخشا - مسیح کو لب جان بخش تیری ہی جناب سے عنایت ہوا - یوسف کو حسن جہانگیر تیری ہی سرکار سے ملا - تیری بندہ نوازیون اور بے شمار نعمتون کا شکر حد تحریر اور احاطہ تقریر سے باہر ہے ع

خاموشی از ثنائے تو حد ثنائے تست ؎

شکر نعمتہائے تو چندانکہ نعمتہائے تو ... عذر تقصیرات ما چندانکہ تقصیرات ما

لفظ اللہ ایسا واضح اور بامعنی لفظ ہے - کہ اس لفظ اللہ سے اگر کوئی حرف بھی کم کیا جائے پھر بھی یہ لفظ اپنے معنون مین ویسا ہی باقی رہتا ہے - مثلاً اللہ کا الف اول سے دور کر دیا جائے - للہ رہ جاتا ہے - جیسا کہ قرآن شریف مین ہے - لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ اور اگر دو لام مین سے ایک حذف کر دیا جائے - تو باقی لَهٗ رہ جائیگا - جیسا قرآن مجید مین ہے - لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ اور اگر دوسرا لام بھی حذف کر دین تو فقط ہٗ رہجائیگا - جو ضمیر غائب کی ہے - اور اس ضمیر کا یہ قاعدہ ہے کہ اگر کسی کلمہ مین ملا کر لکھتے ہین تو صرف ہائے مہملہ لکھتے ہیں اور جب یہ کسی کلمہ سے متصل نہین ہوتی تو اس مین واؤ ملا کر لکھتے ہین جیسے ہو - چنانچہ کلام معجز نظام مین ہے - هُوَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اور اگر ایک لام فقط محذوف کر دین تو الٰہ رہ جاتا ہے - جو بمعنی معبود ہے هُوَ فِي السَّمَاءِ اِلٰهٌ وَّفِي الْاَرْضِ اِلٰهٌ - اسکے علاوہ ہو الاول والآخر والظاہر والباطن - سبحان اللہ ذات پاک ہی کی طرح اسکی یہ خاص صفت ہے

کسی صورت نہین ملتی ہے راحت ہند مین مجھکو ۔۔۔ مرے دل کو نہایت شاق ہے فرقت محمدؐ کی

کہان اطہر کی یہ طاقت جو نعت مصطفٰے لکھے
خدا نے کی ہے خود قرآن مین مدحت محمدؐ کی

ہے دو عالم جس کا دیوانہ وہ دلبر اور ہے ۔۔۔ داغ ہر دل مین ہے جس کا وہ گل تر اور ہے
صرف فرش خاک پر تنویر ہے خورشید کی ۔۔۔ عرش کو چمکا دیا جس نے وہ اختر اور ہے
بے اثر ہین تیرے اوراد زبانی زاہدا ۔۔۔ یار جس سے دل مین آجائے وہ منتر اور ہے
کوہکن شیرین کا لیلیٰ کا ہوا دیوانہ قیس ۔۔۔ خلق و خالق جسکے شیدا ہین وہ دلبر اور ہے
چھوڑ کر یہ آستان کیا جائے کوئی خلد مین ۔۔۔ قصر جنت اور ہے کوئے پیمبر اور ہے
زاہدو تمکو مبارک جام کوثر کا سرور ۔۔۔ جس کی مستی سے ہین ہم وہ جام و ساغر اور ہے
کیا بھلا دیر و حرم مین آئے سجدے کا مزا ۔۔۔ جس کی چوکھٹ کی ہوس سر کو ہے وہ در اور ہے
کاش وہ صورت دکھا کر مجھ سے پوچھیں قبر مین ۔۔۔ کیا تمنا تیری کچھ اے میرے مضطر اور ہے
باغ رضوان مین ہے زاہد کوئے سرور مین ہمین ۔۔۔ اسکی قسمت اور ہے اسکا مقدر اور ہے

طریقہ میلاد پاک

مسلمانو! جب کوئی میلاد شریف کرنے کا ارادہ کرے تو چاہیئے کہ اول پاک جگہ ہو وہان کسیطرح کی بدبو نہ ہو۔ بلکہ معطر ہو یہان تک کہ حقہ پی کر۔ مولی یا کچی پیاز کھا کر بھی نہ آئے۔ کیونکہ یہ سب چیزین بدبودار ہین۔ اور حضور صلعم کو ایسی چیزون سے سخت نفرت تھی۔ لہذا ہرگز ہرگز اس محفل پاک مین حقہ نہ آنے پائے۔ جو کچھ کرے نیت خالص کے ساتھ اللہ کے واسطے کرے نمود وریا کو دخل نہ دے۔ اور جو کچھ اس مین صرف کرے مال حلال سے ہو۔ کہ حرام مال درگاہ الہٰی مین مقبول نہین ہوتا۔ بلکہ الٹا منہ پر مارا جاتا ہے۔ سود، رشوت، چوری۔ زناکاری، مستوری، مے فروشی، وغیرہ کسب حرام سے وہ مال نہ ہو۔ جو ثواب کے بدلے عذاب کا موجب ہو

نعت محمدی

اے رحمۃ للعالمین ۔ تو شافع روز جزا ہے ۔ سرور جملہ انبیا ہے ۔ رہبر رہروان ہے ۔ ہادی گمرہان ہے ٹوٹے دلونکا سہارا تجھ سے ہے ۔ ناامیدون کی امید تیری ذات سے وابستہ ہے ۔ تو یتیمون کا ماویٰ اور غریبون کا ملجا ہے ۔ اسیرون کا آسرا ۔ بے ٹھکانوں کا ٹھکانا ہے ۔ تو ہر درد کا درمان ۔ محتاجونکا حاجت روا ۔ بے کلون کی کل ۔ مظلومون کا فریاد رس ہے ۔ تو نے ڈوبتی کشتیون کو کنارے لگایا ۔ بیٹھے دلون کو اٹھایا ۔ گدایان امت نے جو مانگا دیا ۔ دونون عالم کا بوجھ اپنے سر لیا ۔ تیرے مراتب کا اظہار دشوار تیرے مناصب کا احصا محال ہے ۔ ع بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر ۔

لفظ محمد ایسا روشن اور معنی خیز لفظ ہے ۔ کہ اسکی خوبیان ملاحظہ ہون ۔ اول تو اسکے خود ہی معنی ہیں تعریف کیا گیا ۔ اللہ کے نام کیطرح اِس مین بھی چار حروف ہین یعنی ایک تو ہم تعداد حرف ہونے ۔ دوسرے چارون حروف غیر منقوط ہوتے ہین باہمی نسبت ہے ۔ اگر اللہ کے نام مین ایک حرف مشدد ہے تو محمد کے نام مین بھی ایک حرف مشدد ہے ۔ جس طرح اللہ سے کوئی حرف کم کرنے سے وہ بامعنی اسی طرح محمد سے بھی کوئی حرف جدا کرنے سے یہ بھی معنی دار رہتا ہے ۔ مثلاً پہلے میم کو الگ کیجئے تو حمد باقی رہتا ہے ۔ جسکے معنی تعریف کے ہین ۔ ایسے ہی (ح) کو الگ کیجئے تو مد باقی رہا جسکے معنی طول کھینچے کے ہین یعنی آپ کا دین قیامت تک رہیگا ۔

ہر اک ساعت ہے اب پیش نظر صورت محمد کی
خدا کا شکر ہے دل مین مرے الفت محمد کی

نبی کی یاد ہو دل مین خدا کا ذکر ہو لب پر
ادا یون ہو خدا کا فرض اور سنت محمد کی

الٰہی سر کے بل پہنچا دے تو مجھکو مدینے مین
ذرا مین دیکھ تو لون جیتے جی تربت محمد کی

کوئی قربان تھا اسپر کوئی اُس پر تصدق تھا
یہ تھی صورت محمد کی وہ تھی سیرت محمد کی

فرشتے قبر مین آئینگے پرسش کو تو کہدونگا
مین بندہ ہون خدا کا اور ہون اُمت محمد کی

تلاش مصطفےٰ ہوگی اُدھر اہل معاصی کو
اِدھر ڈھونڈیگی ان کو حشر مین رحمت محمد کی

ملا ان کو خطاب رحمۃ للعالمین حق سے
خدا کو اِس قدر مرغوب تھی خصلت محمد کی

اے عاشقانِ روئے محمد۔ اور اے جان نثاران کوئے احمد ایسے نبی عربی پر قربان اور نثار ہو جانے کا مقام ہے کہ ابولہب سا کافر جسکی مذمت کلام اللہ میں تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ موجود ہے۔ میلاد شریف کی خوشی کا ثمرہ تخفیف عذاب اور خاص دوشنبہ کے دن مورد رحمت الٰہی ہو تو خوشا حال ان بندگان شیدا کا جو بجان و دل اپنے آقا کی غلامی مین حاضر اور آپ کی محبت مین جانباز رہین۔

پڑھو احمدِ مجتبیٰ پر درود
جناب حبیب خدا پر درود

کدھر ہین حلد آئین عاشقانِ مولدِ حضرت
ملائک آسمان سے باادب آتے ہین سننے کو
دِل و جان سے طلبگار جناب مصطفےٰ جو ہین
سناتا ہون مین اوصاف پیمبر باادب ہیدم
فرشتے بیشک اُس جا کی زیارت کرنے آتے ہیز
وہ شیدائے نبی ہون بے بلائے وانپہ جاتا ہون

یہان پر آج ہوتا ہے بیانِ مولدِ حضرت
ذرا دیکھو تو کیسا ہے عزوشانِ مولدِ حضرت
سُنا کرتے ہیں اکثر داستانِ مولدِ حضرت
جلا کرتے ہین کیا کیا منکرانِ مولدِ حضرت
مکان عرش اعظم ہے مکانِ مولدِ حضرت
جہان پاتا ہون مین ابدل نشانِ مولدِ حضرت

نہ کیون کر مومنون مین اسکی توقیر اور عزت ہو
ہے اظہر جان و دِل سے مدحخوانِ مولدِ حضرت

ظہورِ قدسی

چمنستان دہر مین بارہا روح پرور بہارین آچکی ہین چرخ نادرہ کار نے کبھی کبھی بزم عالم اس سروسامان سے سجائی ہے۔ کہ نگاہین خیرہ ہو کر رہگئی ہین۔ لیکن آج کی تاریخ وہ تاریخ ہے جس کے انتظار مین پیرکہن سال دہر نے کرورون برس صرف کر دیئے سیارگان فلک اسی دن کے شوق مین ازل سے چشم براہ تھے۔ چرخ کہن مدتہائے دراز سے اسی صبح جان نواز کے لئے لیل و نہار کی کروٹین بدل رہا تھا۔ کارکنان قضا و قدر کی بزم آرائیان عناصر کی جدت طرازیان۔ ماہ و خورشید کی فروغ انگیزیان ابر و باد کی تیزدستیان، عالم قدس کے انفاس

سلہ سیرۃ النبی۔

دیکھو فتاویٰ قاضی خان وغیرہ مین لکھا ہے کہ اگر صدقہ مال حرام سے کیا اور اُمید وار ثواب کا ہوا تو وہ شخص کافر ہے اگر فقیر جانتا ہے کہ مال حرام سے صدقہ دیا پھر بھی اس کے واسطے دعا کی اور صدقہ دہندہ نے بھی آمین کہی تو دونون کافر ہو جاینگے اکثر طوائفین۔ سودخوار۔ اور رشوت خور وغیرہ جو مال حرام سے مولود شریف کرتے ہین اور اُمید ثواب کی رکھتے ہین وہ عذاب آخرت مین زیادہ گرفتار ہونگے۔ نَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنھَا پس مسلمانون کو چاہیئے کہ بمقتضائے محبّت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صدق دل سے محفل پاک مین شریک ہون۔ ذکر خیر بغور سُنین اور درُود و سلام پڑھین۔ اور ایسی محفل سے زیادہ تر پرہیز کرین جہان دو دو چار چار آدمی بطور قوالی یا سوزخوانی نعتیہ غزلیات اور ذکر مبارک کو راگ اور لَے مین ادا کرتے ہین اِس لئے کہ وہ محض بدعت اور خلاف شریعت ہے ہان خوش الحانی اور جا بجا بیچ اشعار پڑھنا موجب جذب قلوب و تاثیر مزید ہے۔ اسکا کچھ مضائقہ نہین۔

مَرحَبَا مَرحَبَا رَسُولَ اللّٰہ		رَبِّ سَلِّمْ عَلیٰ رَسُولِ اللّٰہ

برکات بزم میلاد

علما فرماتے ہین عند ذکر الصالحین تنزل الرحمۃ یعنی نیک اور اچھے لوگون کے ذکر کے وقت اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے پھر کیا معنی کہ تمام صالحین و مرسلین کے پیشوا حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر پاک ہو اور اُس پر یہ خوبی کہ درُود شریف کی صدائین بلند ہون تو وہان کے حاضرین پر کیون نہ رحمت کا نزول ہو۔ اور سامعین کو کیون نہ نقد مُدعا حصُول ہو۔ حضرت عبّاس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیّد عالم شفیع اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے جب گلشن دنیا کو شاداب فرمایا تو منادیٔ غیب نے چارون طرف سب کو مژدہ تہنیت کا سُنایا۔ ثویبہ ابولہب کی لونڈی نے ابولہب کو آپ کی ولادت شریف کا مژدہ پہنچایا

ثویبہ نے دی بولہب کو خبر ۔۔۔ کہ بیٹا ہوا تیرے بھائی کے گھر

ابولہب نے اِس خوشی میں اسکو آزاد کر دیا۔ جب وہ مر گیا تو حضرت عبّاس رضؓ نے ایک رات ابولہب کو خواب مین دیکھا اور حال دریافت کیا۔ اُس نے کہا کہ جب سے میرا طائر رُوح قفس تن سے پرواز کر گیا ہے طرح طرح کے عذاب مین مبتلا ہون۔ مگر فقط دوشنبہ کے دن میلاد شریف کی خوشی کے باعث اِس سے نجات پاتا ہون۔

روشن ہوگئے۔ توحید کا غلغلہ اُٹھا۔ سرزمین حجاز جلوۂ حقیقت سے لبریز ہوگئی۔ چمنستان سعادت میں بہار آگئی۔ آفتاب ہدایت کی شعاعین ہر طرف پھیل گئین۔ دنیائے غیر متحرک جوشِ سرور تشریف سے جمود و کیف بنی تھی ایکدم متحرک نظر آنے لگی اخلاق انسانی کا آئینہ پرتو قدس سے چمک اُٹھا یعنی واقعہ اصحاب الفیل[۱] کے ۵۵ دن بعد موسم بہار مین بروز دوشنبہ ۹ یا ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱ عام الفیل مطابق ۲۲ اپریل ۵۷۱ء موافق یکم جیٹھ سمت ۶۲۸ بکرمی کو ہاشم کے گھرانے مین عبد المطلب کے خاندان مین اور مکّے کے ایک مقدس مکان مین یتیم عبد اللہ جگر گوشۂ آمنہ۔ خلاصہ کائنات فخرِ موجودات۔ محبوبِ خالقِ کونین شہنشاہِ دارین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم رونق افروز ہوئے۔ خانۂ کعبہ کی مورتوں بس رخصت۔ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ سبحان اللہ ربیع الاوّل کی بارہوین ۱۲ یا نوین ۹ تاریخ کسقدر مبارک تھی جس نے ایسی سعادت پائی اور پیر کا دِن کِس قدر متبرک تھا جسمین حضور نے نزول اجلال فرمایا۔ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ

سَلِّمُوْا یَا قَوْمِ بَلْ صَلُّوْا عَلَی الصَّدْرِ الْاَمِیْن
مُصْطَفٰی مَا جَآءَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْن

دافعِ رنج و مصیبت ہے ربیع الاوّل۔
باعثِ راحت و فرحت ہے ربیع الاوّل

ذکر گھر گھر ہے ترا آج زمانے بھر مین
اِسقدر تجھ سے محبّت ہے ربیع الاوّل

اِس مہینہ مین تولد ہوئے محبوب خدا
تجھکو حاصِل یہ فضیلت ہے ربیع الاوّل

تیرے آتے ہی تمنّائین برآئین اپنی۔
اوج پر تیرِ قسمت ہے ربیع الاوّل

تیرے ملنے کی خوشی حد سے زیادہ ہے مگر
رُوح فرسا تری فرقت ہے ربیع الاوّل

سال بھر سے تیرے عشّاق تھے مشتاق مگر
جلد جانے کی شکایت ہے ربیع الاوّل

کیا ہی خوشبو سے معطّر ہے دماغِ عالم
تو شمیمِ گُلِ جنّت ہے ربیع الاوّل

بزم میلادِ محمّد کا ہے گھر گھر سامان
کیا تری شوکت و سطوت ہے ربیع الاوّل

شادمان پیر و جوان آج ہین حد سے زائد
تو مگر کان مسرّت ہے ربیع الاوّل

خوبیان تجھ مین جو ہین انکو کہانتک لکھّون
اتنی قدرت ہے نہ طاقت ہے ربیع الاوّل

[۱] رحمۃ للعالمین جلد اوّل صفحہ ۲۱

پاک۔ معجز طرازیٔ موسیٰ۔ جان نوازیٔ مسیح۔ سب اسی لئے تھے کہ یہ متاع ہائے گران ارزشاہنشاہ کونین کے دربار میں کام آئینگے۔ آج کی صبح وہی صبح جان نواز ہے۔ وہی ساعت ہمایون۔ وہی دور فرخ فال ہے جوارباب سیر اپنے محدود پیرایہ بیان مین لکھتے ہین کہ آجکی رات ایوان کسریٰ کے چودہ کنگرے گر گئے آتش کدۂ فارس بجھ گیا۔ دریائے ساوہ خشک ہوگیا۔ سچ تو یہ ہے کہ ایوان کسریٰ ہی نہین۔ بلکہ شان عجم شوکت روم اوج چین کے قصر ہائے فلک بوس گر پڑے آتش فارس نہین بلکہ جحیم شر۔ آتشکدۂ کفر۔ آذر کدۂ گمرہی سرد ہوکر رہگئے۔ صنم خانون مین خاک اڑنے لگی۔ تنکدے خاک مین مل گئے۔ شیرازۂ مجوسیت بکھر گیا۔ نصرانیت کے اوراق خزان دیدہ ایک ایک کرکے جھڑ گئے۔ رات لَیْلَةُ الْقَدْرِ بنی ہوئی نکلی اور خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ کی بانسری بجاتی ہوئی ساری دنیا مین پھیل گئی۔ موکلان شب قدر نے مِّن كُلِّ أَمْرٍ سَلَامٌ کی سیجین بچھالین۔ ملائکان ملائے اعلیٰ نے، تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا کی شہنایان شام سے بجانی شروع کردین۔ حورین بِإِذْنِ رَبِّهِم کے پروانے ہاتھون مین لیکر فردوس سے چل کھڑی ہوئین اور، هِيَ حَتَّىٰ مَطْلَعِ الْفَجْرِ کی میعادی اجازت نے فرشتگان مقرب کو دنیا مین آنے کی رخصت دیدی۔ تارے نکلے اور طلوع ماہتاب سے پہلے عروس کائنات کی مانگ مین موتی بھر کر غائب ہو گئے چاند نکلا اور اُس نے فضائے عالم کو نور کی سہانی چادر سے ڈھک دیا۔ آسمان کی گھومنے والی کمانی آپ اپنے مرکز پر ٹھہر گئی۔ بروج نے سیارون کے پاؤن مین کیلین ٹھونکدین۔ غرضکہ کارخانۂ قدرت کسی مہمان مقدس کا خیر مقدم کرنے کو ایک منٹ کے لئے بالکل خاموش ہوگیا۔ اس کے بعد وہ منٹ آیا جسکے لئے یہ سارے انتظامات تھے فرشتون کے پرے سر تون سے بھرے آسمانون سے زمین پر اترنے لگے۔ اور دنیا کے جمود مین ایک انقلاب بیدار پوشیدہ طور پر کام کرتا ہوا نظر آنے لگا۔ ملہم غیب نے منادی دی کہ افضل البشر اور خاتم الانبیا سراپردۂ عدم سے عالم وجود مین تشریف لانے والے ہین۔ رات نے کہا مین نے شام سے یکسان انتظار کیا ہے۔ اس لئے اس گوہر رسالت کو میرے دامن پر ڈال دے۔ دن نے کہا میرا رتبہ رات سے بڑا ہے مجھے کیون محروم رکھا جاتا ہے۔ دونون کی حسرتین قابل نوازش نظر آئین۔ کچھ حصہ دن کا کچھ حصہ رات کا لیا۔ اور نور کے تڑکے سہانے وقت، نورٌ علیٰ نور، کی نورانی آوازون کیساتھ دست قدرت نے دامن کائنات پر وہ لعل بے بہا رکھدیا جسکے ایک سرسری جلوے سے دنیا بھر کے ظلمت کدے منور اور

یہ کسکی آمد کا آج شہرہ حجاز کے رہگذار مین ہے !
کہ ذرہ ذرہ چمک اُٹھا ہے عجب لطافت غبار مین ہے

عرب ، عجم ، روم ، شام ، ایران ، بلاد ہند و چین جاپان
شجر حجر فرش عرش انسان غرض ہر اک انتظار مین ہے

نقاب توحید الٹ رہی ہے پرستش غیر گھٹ رہی ہے
شراب ایمان بٹ رہی ہے ہر ایک مست خمار مین ہے

بدل چلا رنگ بستیون کا گیا زمانہ وہ مسنیون کا
وہ دور باطل پرستیون کا فنا کے اب رہگذار مین ہے

وہ بیم قیصر مٹانیوالا وہ قصر کسریٰ کا ڈھانے والا
اصول شوریٰ سکھانیوالا اب آمنہ کی کنار مین ہے

چلن مساوات کا ہوا ہے ۔ غلام آقا بنا ہوا ہے ۔
کچھ ایسا نقشہ جما ہوا ہے مگد اشہونکی قطار مین ہے

یہ زید و زینب کی کیسی شادی غلام کے گھر مین شاہزادی
یہ ریت کس نے نئی سکھادی کہ پھول پہلوے خار مین ہے

یہ کس نے پردہ سے منہ نکالا کہ ہو گیا دہر مین اجالا
کہان سے آیا یہ کملی والا جو معتکف ایک غار مین ہے

سعید انبیا پیشوا ہے یہ سرور سلسلہ انبیا ہے
یہ خاص محبوب کبریا ہے ۔ جو محو پیغام یار مین ہے

احوالِ رضاعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم باطن سے عالم ظاہر مین تشریف لا کر سات دن اپنی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ کا دودھ نوش فرمایا ۔ پھر ابو لہب کی لونڈی ثویبہ نے کچھ دنون تک دودھ پلایا اس کے بعد حلیمہ سعدیہ آپ کی رضاعی مان بنکر آپ کو طائف سے جنوب کی طرف اپنے گھر گئین وہان آپ قبیلۂ بنی سعد مین پانچ برس کی عمر تک پرورش پاتے رہے ۔ حضرت حلیمہ کے ساتھ آنحضرت صلعم کو بے انتہا محبت تھی عہد نبوت مین جب وہ آپ کے پاس آئین تو آپ میری مان کہکر پکار اٹھے اور ان کے بیٹھنے کو اپنی چادر مبارک بچھادی پھر حضرت حلیمہ معہ اولاد و خاوند حارث بن عبد العزیزی جو آنحضرت کے رضاعی باپ تھے مشرف باسلام ہوئین ۔

مبارک ہو تجھکو یہ دولت حلیمہ
مبارک مبارک یہ نعمت حلیمہ

ملا دونون عالم کا سردار تجھکو
ہوئی اوج پر تیری قسمت حلیمہ

سلہ حاشیہ مدتانی جلد ۱ صفحہ ۷ و اصابہ فی احوال الصحابہ مطبوعہ مصر مطبع سعادت جلد اول صفحہ ۴۲۹

توجو ہر سال یہ ملتا ہے حیا سے یکبار
یہ نوازش ہے عنایت ہے ربیع الاول

ينشدون هذه القصيدة فى حالة القيام

يا نبی سلام عليك	يا رسول سلام عليك	يا حبيب سلام عليك	صلوٰة الله عليك
ہیں طٰہٰ لقب محمد	ہیں عالی نسب محمد	ہیں فخرِ عرب محمد	ہیں والا حسب محمد
سرورِ دنیا و دین ہو	رحمۃ للعالمین ہو	تاجدارِ مرسلین ہو	اور شفیع المذنبین ہو
ہو حبیبِ ربِّ اکبر	صاحبِ تسنیم و کوثر	کون ہے تمہارا ہمسر	اے شفیعِ روزِ محشر
مطلعِ مہرِ ہدایت	جلوۂ نیرنگِ قدرت	باعثِ اظہارِ خلقت	دافعِ کفر و ضلالت
معدنِ بذل و عطا ہو	مخزنِ جود و سخا ہو	واقفِ سرِّ خدا ہو	جان و دل تم پر فدا ہو
رہنمائے ہر دو عالم	زبدۂ اولادِ آدم	سارے نبیوں میں مکرم	مہر اوجِ خلقِ اعظم

اطہرِ خستہ تمہارا — پھر رہا ہے مارا مارا
ہے نہیں دوری گوارا — لو خبر اسکی خدارا

ہوا ہے اے مسلمانو! وہ شاہ دوسرا پیدا	خدا نے جس کی خاطر سے کئے ارض و سما پیدا
ہوئی کافور ظلمت کفر کی دم بھر میں دنیا سے	ہوا جب عالمِ امکاں میں وہ نورِ خدا پیدا
مسلمانوں میں شادی کافروں میں شورِ ماتم تھا	ہوا جب بت شکن وہ ہادی نورِ ہدیٰ پیدا
غریقِ بحرِ عصیاں کیوں نہ اترائیں مقدر پر	ہوا فضلِ خدا سے شافعِ روزِ جزا پیدا
اٹھو تعظیم کو ہر دم ہے پاسِ ادب دل میں	ہوئے سلطانِ جن و انس اے اہلِ وفا پیدا
پہاڑوں نے درختوں نے نبوت پر گواہی دی	نہ ہو کیوں کفر اب عاجز ہوا معجز نما پیدا

نہیں آیا ہے ہرگز کوئی ایسی شان و شوکت کا
ہوئے ہیں یوں تو اے اطہر ہزاروں انبیا پیدا

آپ سے عقیدت رکھنے لگا جب آپکا پچیسواں[۲۵] سال شروع ہوا تو خدیجہ بنت خویلد نے جو قبیلہ قریش کی ایک نہایت شریف اور متمول خاتون تھیں۔ اپنا کارندہ مقرر کیا۔ اور آپ انکا مال تجارت لیکر ملک شام کو روانہ ہوئے۔ نفع کثیر پر فروخت کرکے بہت جلد واپس تشریف لائے۔ حضرت خدیجہ اُس وقت بیوہ تھیں اور اُن کے دو شوہر یکے بعد دیگرے انتقال کرچکے تھے۔ آپ کو راست باز۔ امین اور مکہ میں سب سے زیادہ لائق و فائق دیکھکر حضرت خدیجہ نے آپ سے نکاح کرلیا۔ اُس وقت آپ کی عمر شریف پچیس[۲۵] سال کی اور حضرت خدیجہ کی چالیس سال کی تھی۔ جس وقت آپ کی عمر انتالیس[۳۹] برس کی ہوئی۔ تو آپ کے چچا ابوطالب نے انتقال فرمایا۔ اور اُس کے چند ہی روز بعد حضرت خدیجہ نے بھی وفات پائی آپ کو سخت صدمہ پہنچا۔ لہذا اُس سال کا نام آپ نے عام الحزن یعنی غم کا سال رکھا۔

اِس واقعے میں ہم مسلمانوں کے لئے دو[۲] نصیحتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ اگر کوئی عورت شوہر سے سِن میں بڑی ہو تو اس پر اُسکی ہنسی نہیں اُڑانی چاہیئے جیسا کہ عام دستور ہے۔ اور نہ اس کو بُرا سمجھنا چاہیئے۔ بلکہ جس شخص نے اپنے سے سِن میں بڑی عورت سے نکاح کیا اس نے سنت ادا کی۔ اور کار ثواب کیا اسپر ہنسنے والا درحقیقت گنہگار ہے دوسرے بیواؤں کی عقد ثانی کو بُرا سمجھنا بے حیائی اور بے عزتی سمجھنا نہایت بُرا ہے۔ دیکھئے حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے دو شوہر انتقال کرچکے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اون کے تیسرے شوہر تھے اور آپ کی یہ پہلی شادی تھی۔ ان کے علاوہ بھی آپ کی سب بیویاں سوائے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے تقریباً سب کی سب بیوائیں ہی تھیں۔ اور قرآن پاک میں بھی حکم آیا ہے کہ وَانْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ یعنی اپنی بیواؤں کا نکاح کردو۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وصیت فرمائی تھی کہ يَا عَلِيُّ ثَلٰثَةٌ لَا تُؤَخِّرْهَا الصَّلٰوةُ اِذَا اٰنَتْ وَالْجَنَازَةُ اِذَا حَضَرَتْ وَالْاَيِّمُ اِذَا وَجَدَتْ لَهَا كُفُوًا یعنی اے علی تین کاموں میں دیر نکرنا۔ نماز کا جب وقت آجائے۔ جنازہ جب موجود ہوجائے بیوہ جب اسکا جوڑا ملجائے۔ ان سب باتوں سے صاف ظاہر ہے کہ بیوہ جوان ہو تو اسکا نکاح کردینا اس کے باپ بھائی یا صاحب اختیار قرابت مند کے لئے کس قدر ضروری ہے۔ جو لوگ بیواؤں کی شادی کو بُرا اور ننگ سمجھتے ہیں درحقیقت خدا و رسول کے احکام کو بُرا سمجھتے ہیں جو صریحی کفر ہے نعوذ باللہ من ذالک

وہ محبوب خالق تری گود میں ہے
جو ہے باعثِ فخر خلقت حلیمہ

ضرورت نہیں شمع محفل کی تجھ کو
کہ حاصل ہوا نور قدرت حلیمہ

ہر اک دم ترانہ ہے یہ عورتوں کا
عجب لوٹ لائی ہے دولت حلیمہ

نہ ہوگی میسّر کسی کو بھی ایسی
ترے ہاتھ آئی وہ نعمت حلیمہ

بنا گھر ترا رشک ایوان کسریٰ
ہوئی دور تیری مصیبت حلیمہ

نہیں پہلے تجھ کو کوئی جانتا تھا
ہے گھر گھر تری اب تو شہرت حلیمہ

بنی اے حبیبؔ جب محمدؐ کی دایہ
تو پائے نہ کس طرح جنّت حلیمہ

آپ کے والد ماجد حضرت عبداللہ تو آپ کی پیدائش سے پہلے ہی رحلت فرما چکے تھے۔ جب آپ پانچ سال کے ہوئے تو اپنی والدہ ماجدہ کے پاس رہنے لگے۔ چھ۶ برس نہ ہونے پائے تھے کہ آپکی والدہ کا بھی انتقال ہوگیا۔ اور آپ کی پرورش آپ کے دادا عبدالمطّلب کے سپرد ہوئی جو ہر طرح کی نگرانی رکھتے اور اپنی اولاد سے زیادہ آپ کو چاہتے تھے۔ آپ آٹھ سال کے نہ ہونے پائے تھے کہ ان کا بھی سایہ سر سے اُٹھ گیا۔ اب آپ کے حقیقی چچا ابوطالب نے آنحضرت صلعم کو آغوش تربیت میں لیا جو آنحضرت کی پرورش میں اپنی حقیقی اولاد سے بھی زیادہ غور و پرداخت کرتے رہے۔ سوتے تو آپ کو ساتھ لیکر سوتے باہر جاتے تو ساتھ لیکر جاتے جب آپ تیرہ۱۳ برس کے ہوئے۔ تو اپنے چچا کے ساتھ ملک شام کو تشریف لے گئے۔ جہاں وہ تجارت کی غرض سے گئے تھے جب بصرہ پہنچے تو ایک عیسائی راہب نے جسکا نام بحیرا تھا آپ کے حالات واوصاف اور قیافہ پر غور کرکے بطور پیشین گوئی کے ابو طالب سے کہا کہ یہ لڑکا پیغمبر ہوگا۔ اس کو یہودیوں سے بچانا کیونکہ یہود اس کے سخت ترین دشمن ہیں۔ پس ابوطالب وہیں مال فروخت کرکے مکہ واپس آئے۔

جب آپ کی عمر کچھ زیادہ ہوگئی۔ تو لوگ آپ کو ان تجارتی قافلوں میں جو شام و یمن کی تجارت کو جاتے۔ تجارتی نگران بنانے لگے آپ ایسی دیانت داری اور راستبازی سے اس کام کو انجام دیتے کہ آپ کی سچی رفتار۔ اور پاک کردار سے آپکا نام امین مشہور ہوگیا۔ اور مکہ کا ہر

روضۃ الاحباب اور حیات القلوب وغیرہ میں لکھا ہے۔ کہ جب آنحضرت کی عمر اکاون برس نو ماہ کی ہوئی
نبوت کا بارہواں سال تھا سنہ نبوت ماہ رجب کی ستائیسوین شب دوشنبہ کو حضرت ام ہانی کی دولت
سرا مین تھے جب سب لوگ سو چکے بحکم خداوند تعالیٰ جبرئیل آپ کے پاس آئے۔ اور اٹھا کر حرم کعبہ
مسجد الحرام مین لے گئے۔ پھر وہان سے آپ ایک بہشتی جانور پر جس کا نام براق ہے۔ سوار ہوکر مسجد اقصیٰ تک
جس کو بیت المقدس کہتے ہین تشریف لے گئے۔ وہان تمام انبیا کی روحوں سے ملاقات ہوئی اور آپ نے
سب انبیا کے امام ہوکر دوگانہ ادا فرمائی وہاں سے روانہ ہوکر سدرۃ المنتہیٰ اور بیت معمور تک پہنچے
یہان سے حضرت جبرئیل کا ساتھ چھوٹ گیا اور انھوں نے کہا ؎ اگر یک سر موئے برتر پرم + فروغ تجلی
بسوزد پرم + براق بھی رہگیا اور آپ رفرف پر روانہ ہوکر قرب الٰہی سے فائز ہوئے یہاں جو دیکھا سو دیکھا
اور جو سنا سو سنا اسی اثنا مین بہشت و دوزخ کی بھی سیر کی اور ہر امت کا مقام ملاحظہ فرمایا اسوقت آپکو
بارگاہ الٰہی سے تین عطیے مرحمت ہوئے سورۂ بقر کی آخری آیتیں جنمیں اسلام کے عقائد و ایمان کی تکمیل
اور اسکے دورِ مصائب کے خاتمے کی بشارت ہے۔ رحمت ۲ خاص نے مژدہ سنایا کہ امت محمدی سے
ہر ایک جو شرک کا مرتکب نہ ہوا کرم مغفرت سے سرفراز ہوگا۔ امت ۳ پر پچاس وقت کی نماز فرض کی گئی
آپ ان عطیون کو لے کر واپس پھرے اور حضرت موسیٰ کے پاس پہنچے تو انھوں نے دریافت کیا
کہ بارگاہ خاص سے کیا احکام عطا ہوئے۔ فرمایا امت پر پچاس وقت کی نماز۔ موسیٰ نے کہا مین نے
بنی اسرائیل کا خوب تجربہ کیا ہے آپ کی امت سے یہ بار نہ اٹھ سکے گا آپ واپس جائیے اور تخفیف
کے لئے عرض کیجئے آپ نے رجعت کی اور عرض پرداز ہوئے کہ بارالٰہا! میری امت نہایت کمزور
اور اس کے قویٰ نہایت ضعیف ہیں حکم ہوا کہ دس وقت کی نمازیں معاف ہوئیں اسی طرح آپ چند بار
حضرت موسیٰ کے مشورہ سے بارگاہ الٰہی مین عرض پرداز ہوتے رہے یہان تک کہ شب و روز مین صرف
پانچ وقت کی نمازیں رہ گئیں۔ حضرت موسیٰ نے پھر بھی مشورہ دیا۔ کہ اب بھی مزید تخفیف کی درخواست کیجئے
فرمایا۔ اب مجھے اپنے پروردگار سے عرض کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔ ندا آئی کہ اے محمد میرے حکم مین تبدیلی
نہین۔ نماز پانچ ہونگی۔ لیکن ہر نیکی کا بدلہ دہ گونہ بخشون گا۔ جو یہ پانچ بھی پچاس ہونگی اس لئے

آفتابِ رسالت کا طلوع

آنحضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم جب اڑتیس سال کے ہوئے تو گوشہ نشینی اور عزلت گزینی کا شوق پیدا ہوا۔ چنانچہ مکہ معظمہ سے تین میل پر ایک غار جس کو حرا کہتے ہیں جو چار ہاتھ لمبا اور ڈیڑھ ہاتھ چوڑا تھا۔ آپ وہاں جا کر کئی روز قیام فرماتے۔ مراقبہ کرتے اور ذکر حق میں مشغول رہتے۔ ہمراہ کھانا لے جاتے دو دو چار چار شبانہ یوم وہاں رہتے۔ نبوت کا دیباچہ یہ تھا کہ خواب میں آپ پر اسرار منکشف ہونے شروع ہوئے جو کچھ آپ خواب میں دیکھتے تھے بعینہ وہی پیش آتا تھا۔ ایک دن حسب معمول غار حرا میں مراقبہ میں مصروف تھے اور اس دن آپ کا سن شریف چالیس برس ایک روز کا ہو چکا تھا کہ اسی عالم تنہائی میں ۹ ربیع الاوّل سنہ ۴۱ میلادی مطابق ۱۲/۲۲ فروری سنہ ۶۱۰ء بروز دوشنبہ روح الامین خدا کا حکم نبوت لے کر آنحضرت صلعم کے پاس آئے اور اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ ۝ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝ پڑھایا۔ اس کے بعد خواب میں بیداری میں۔ چلتے پھرتے حسب موقع اور محل ہوتا تھا وحی اُترتی تھی انہیں وحیوں کا مجموعہ قرآن پاک ہے جو آج تک بے کم و کاست ہمارے ہاتھوں میں محفوظ ہے۔ کیوں نہ ہو کہ حافظ حقیقی خود اسکا حافظ و نگہبان ہے۔

نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ

معراجُ النّبی

قَالَ اللّٰهُ الْكَرِيْمُ فِيْ كِتَابِهِ الْقَدِيْمِ سُبْحَانَ الَّذِيْ أَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى الَّذِيْ بَارَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيَاتِنَا إِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۝

پاک ہے وہ ذات جس نے راتوں رات اپنے بندہ (حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم) کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے اردگرد کو ہم نے برکت دے رکھی ہے سیر کرائی تاکہ اسکو ہم اپنی کچھ نشانیاں دکھلائیں یعنی سیر کا منشا قدرت کی نشانیاں دکھانا تھا۔

سلہ رحمۃ للعالمین جلد اوّل صفحہ ۴۴۔

ہے سرِ افلاک کس کا جلوۂ شاہانہ آج
ہیں ملائک وجد میں افلاک ہیں مستانہ آج

واہ رے شمعِ عرب تیری تجلّی کا فروغ
بن گیا خالق بھی تیرے حسن کا پروانہ آج

بات کل کی ہے کہ غش تھے طورِ سینا پر کلیم
ہے حریمِ کبریا حضرت کا مہمان خانہ آج

قدسیانِ عرش اک جلوہ میں بیخود ہوگئے
تو نے وہ جادو کیا اے نرگسِ مستانہ آج

آستانِ محترم پر تیرے استقبال کو
جذبِ شوقِ کبریا آیا ہے مشتاقانہ آج

دیکھئے زیرِ قدم آنکھیں بچھانے کے لئے
ٹوٹے پڑتے ہیں ملائک کیسے بیتابانہ آج

کملی والے تیری اس شانِ کریمی پر نثار
عرش پر بھی ہم سیہ کاروں کو تو بھولا نہ آج

میزبانِ رحمن ہے مہمان شفیعِ عاصیان
کام بن جائینگے ہم ناکام کے کیا کیا نہ آج

ہاتھ پھیلائے کھڑا ہے تیری چوکھٹ پر معینؔ
سرورا دکھلادے رنگِ رحمتِ شاہانہ آج

ہجرتِ حضرت

آنحضرت صلعم تقریباً تین برس دعوت اسلام پوشیدہ کرتے رہے۔ یہان تک کہ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِیْنَ نازل ہوئی یعنی جو تمہین حکم ہے۔ اس کو کھلے کھلے بیان کرو۔ اور مشرکون کی پروا نکرو۔ تب آپ نے دعوت اسلام آشکارا شروع کردی۔ جب کفار نے بتون کی مذمّت سنی آپ کی عزّت و حرمت کے جان و دل سے دشمن ہوگئے آپ کو طرح طرح کی ایذا پہنچانے لگے۔ کبھی راستہ میں گندگی ڈال دیتے کبھی کانٹے بچھا دیتے۔ ساحر، و مجنون کہکر چھیڑتے۔ بدزبانیان کرتے۔ جسم مبارک پر نجاست ڈال دیتے۔ سجدہ مین لیدون اور گوبرون کی گٹھریان گردن پر رکھدیتے۔ ایک دفعہ تو خانہ کعبہ کے اندر سجدہ کی حالت مین اونٹ کی آنتین آپ کے سر پر رکھدی گئین۔ اسی طرح جو مسلمان ہوچکے تھے۔ ان پر بھی طرح طرح کے مظالم ڈھاتے تھے۔ غرض مخالفین جس بیرحمی سے پیش آتے تھے۔ بیگانون سے بھی دیکھا نہ جاسکتا تھا۔ مگر آنحضرت صلعم نے نہایت صبر و استقلال سے ان تمام مصائب کو جھیلا اور کچھ پرواہ نہ کی حسب دستور برابر وعظ اور دعوت اسلام کرتے رہے۔ جب نبوت کا تیرھوان سال شروع ہوا

ہم نے قرآن مجید میں بھی یہ قاعدہ بیان کر دیا ہے۔ کہ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا
غرض حضرت نے صبح کو معراج کا حال کفار مکہ سے بیان فرمایا۔ تو ان کو سخت اچنبھا ہوا۔ جو زیادہ کور باطن تھے مَعَاذَ اللہ، انھوں نے آپ کو جھٹلایا خوب ہنسے اور کہنے لگے کیا خوب ؎
تو کار زمین رانکو ساختی ٭ کہ با آسمان نیز پرداختی + ابھی تک تو محمد زمین ہی کی باتیں کیا کرتے تھے اب آسمان پر پہنچے بعضوں نے ان میں سے جھپٹ کر حضرت ابوبکر صدیق سے کہا۔ کیا تم اب بھی محمد کو سچا ہی کہو گے حضرت ابوبکر نے کہا اگر وہ یہ بات کہتے ہیں تو بیشک سچے ہیں۔ چنانچہ آپ نے حضور میں حاضر ہو کر احوال معراج بخوبی سن کر سب سے پہلے تصدیق کی اسی سے آپ کا لقب صدیق ہوا۔ کافروں نے کہا عرش و کرسی اور آسمانوں کا تو ہمیں حال معلوم نہیں مگر بیت المقدس کو ہم نے دیکھا ہے۔ اور خوب جانتے ہیں کہ تم وہاں کبھی نہیں گئے ہو۔ بھلا نقشہ بیت المقدس کا اور تشریح و تفصیل اس کے مکانات کی تو بیان کرو۔ چونکہ آپ شب میں تشریف لے گئے تھے اور کچھ ضرورت آپ کو نقشہ معلوم کرنے کی نہ تھی اسی لئے آپ کو نقشہ کے بیان میں تامل ہوا۔ خدائے تعالیٰ نے جبرئیل کو حکم فرمایا کہ بیت المقدس کو اٹھا کر ہمارے حبیب کے سامنے رکھدو جبرئیل نے فوراً حکم کی تعمیل کی پھر کفار پوچھتے جاتے تھے۔ آپ دیکھکر نقشہ بخوبی بیان کرتے جاتے تھے پھر تو کفار بکے سبکے ہو کر رہ گئے۔ اور لاجواب ہوئے جن کی قسمت میں ایمان لکھا تھا پڑھنے لگے ۔۔
لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اور جن کی تقدیر میں کفر تھا کہنے لگے اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ

گردوں پہ گئے سرورِ عالم شبِ معراج
قربان جمالِ شہِ عالم شبِ معراج
ہر نجم تھا رشکِ مہِ انور سرِ گردوں
بھرتا تھا ہر اک کلمۂ توحید کا نعرہ
صف بستہ سرِ چرخ رسولانِ سلف تھے
دیدار کا مشتاق خداوند جہان تھا
اطہر شبِ معراج مسلمان تھے شاداں

خدمت میں ملائک رہے ہمدم شبِ معراج
ہوتا تھا ہر اک قطرۂ شبنم شبِ معراج
ہر ذرہ تھا اک نیرِ اعظم شبِ معراج
کفار ہوئے درہم و برہم شبِ معراج
از آدم و تا عیسیٰ مریم شبِ معراج
معشوق بنے سرورِ عالم شبِ معراج
کفار میں تھا نالۂ و ماتم شبِ معراج

زایدمدّتِ رسالت مکہ مین گذری شارعِ اسلام علیہ السلام نے وہان کس تلوار کے زور سے سیکڑون کو حلقہ بگوش اِسلام کرلیا تھا۔ وہ مسلمان اپنے مذہب کے ایسے پختہ اور اپنی دُھن کے ایسے پکّے تھے کہ کافرون کے ہاتھون طرح طرح کی اذیتین سہین مصیبتین اُٹھائین مگر راہِ حق سے منہ نہ موڑا اور اپنے ہادیٔ برحق کا دامن کسیطرح نہ چھوڑا۔ اور ایسے مسلمان جو صِدق۔ حِلم۔ عدل۔ اور عِلم کے مجسّم یادگار تھے۔ جنھون نے رسالت کی نورانی مشعل سے اپنے قلوب کے چراغ کو روشن کرکے بزم جہان کو پُرنور کردیا۔ بھلا یہ مسلمان کِس تلوار کے زور سے ایمان لائے۔ لیکن نہین۔ تلوارین کئی طرح کی ہوتی ہین۔ ظاہر پرستون نے صرف لوہے کی تلوار دیکھی ہے جو جسم و رُوح مین جدائی پیدا کردیتی ہے۔ وہ تلوار نہین دیکھی جو دلون کو گھائل کردیتی ہے اور جسم صحیح و سالم رہتا ہے۔ نہیں نہین جس کے ہر زخم پر ایک تازہ رُوح پیدا ہوجاتی ہے کیون نہین۔ ؎

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را ہر زمان از غیب جانے دیگر ست

حجّۃُ الوداع

آنحضرت صلعم نے حجّۃ الوداع مین ۹ ذی الحجہ سنہ ۱۰ھ کو یعنی عرفہ کے دن اُونٹ پر سوار ہوکر ایک نہایت فصیح و بلیغ خطبہ سنایا۔ اور عام طور پر پند و نصائح کے کلمات فرمائے جس کا ماحصل یہ تھا۔ اے لوگو! میری باتین غور سے سنو اور آگاہ ہوجاؤ کہ تمھین خدا کے سامنے ایک دن ضرور حاضر ہونا ہوگا۔ اور وہ تمھارے سب کامون کا پورا پورا حساب لیگا۔ خبردار! نااتفاقی اور ناانصافی کے پاس ہرگز نہ پھٹکنا۔ عمل مین اِخلاص۔ مسلمان بھائیون کی خیرخواہی اور جماعت مین اتفاق یہ تین باتین سینہ کو پاک صاف رکھتی ہین۔ مین نے تم مین ایک ایسی چیز چھوڑی ہے۔ کہ اگر تم اس کو مضبوط پکڑوگے اور اس پر عمل کروگے تو کبھی گمراہ نہ ہوگے۔ وہ چیز خدا کی کتاب ہے جس طرح عورتون پر تمھارے حقوق ہین اِسی طرح تم پر تمھاری عورتون کے حقوق ہین۔ ان کے ساتھ ملاطفت سے پیش آنا یاد رکھو خدا کی ذمہ داری پر عورتین تمکو حلال ہوئی ہین اُسی کے حکم سے تم نے ان پر تصرّف کیا ہے پس انکے حقوق کی رعایت مین خدا سے ہمیشہ ڈرتے رہنا مسلمانو! میرا وقت قریب آگیا ہے۔ اگر مین نے

اور آپ کی عمر ترپن برس کی ہوئی تو وحی الٰہی کے مطابق آنحضرت صلعم نے ۲۷ صفر سنہ ۱۳ نبوت بروز پنجشنبہ بمطابق ۱۲ ستمبر ۶۲۲ء کو مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کو ہجرت[1] فرمائی۔ مدینہ طیبہ پہنچ کر آنحضرت صلعم نے سات ماہ تک حضرت ابوایوب انصاری رض کے مکان پر قیام فرمایا۔ اسی اثنا میں جب مسجد نبوی اور آس پاس کے حجرے تیار ہوگئے تو آپ نے نقلِ مکان فرمایا۔ سرور کائنات کا اصلی کام تمام عالم میں دعوت اسلام کا اعلان کرنا تھا اور نہ صرف اعلان بلکہ ہر قسم کے جائز اور صحیح وسائل سے تمام عالم کو حلقۂ اسلام میں لانا تھا اس کے لئے تیغ وخنجر اور فوج وعسکر کی ضرورت نہ تھی۔ بلکہ فقط اِس قدر کافی تھا کہ دعوت حق کی صدا اطراف عالم میں پہنچ جائے پائے۔ لیکن مکہ میں تیرہ برس تک اعدائے اسلام اسی کے سدِّ راہ بنے رہے تاہم آفتاب حق کی کرنیں ان کثیف بادلوں سے بھی چھن چھن کر سطح قلوب پر گرتی تھیں اور اکناف وحوالی کو روشن کرتی جاتی تھیں وہ لوگ سخت غلطی پر ہیں جو کہتے ہیں کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا ہے ؎

اسلام کو جو کہتے ہیں پھیلا بزور تیغ
یہ بھی کہینگے پھیلی خدائی بزور موت

علی العموم مسیحی دنیا میں تو یہی خیال پھیلا ہوا ہے کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا ہے لیکن نہیں نہیں ہرگز نہیں جہاں جہاں محض زور شمشیر تھا وہاں اسلام نے رونق نہیں پکڑی۔ اسلام نے وہیں کامل ترقی کی اور اپنا پورا اور گہرا رنگ جمایا جہاں جہاں اصحاب رسول صلعم کے قدم گئے یا بعد کے زمانے میں جب دین اور دنیا کے سودا الگ الگ ہو لگے اور ان لوگوں کے قدم پہنچے جو رسول صلعم اور اصحاب رسول کے قدم بقدم چل کر دنیا کو دین پر صدقے کر دیتے تھے خیر اگر اس جملہ کے معنی یہ سمجھے جاتے "کہ اتمام حجت کے بعد اسلام پر جب مفسدوں نے اسکے قلع قمع کرنے کیواسطے حملہ کیا اس نے بھی راہ خدا میں سر بکف مردانہ وار قدم رکھا تو کچھ مضائقہ نہ تھا تاریخ بھی یہی شہادت دیتی ہے کہ اسلام کا شیریں چشمہ سلامت روی کے ساتھ بہہ رہا تھا اور مردم و مرغ و مور سب ہی فیضیاب ہو رہے تھے لیکن چند سنگدل سدِّ راہ ہوئے اس میں بھی جوش پیدا ہوا اور آناً فاناً تیزی کے ساتھ بہکر دریائے رواں ہوگیا اور کشتِ عالم کو سرسبز کر دیا مگر ستم تو یہ ہے کہ مسیحی دنیا اور اسکے دیکھا دیکھی اور مخالفین اسلام بھی اس دھوکا دینے والے جملہ کے یہ معنی لیتے ہیں کہ "اسلام مذہب شمشیر ہے" اور خود شارع اسلام نے بجبر اسلام کو پھیلایا مخالفین کہنے کو جو چاہیں کہیں لیکن اگر کوئی شخص ذرا بھی انصاف کی نظر سے دیکھے تو معلوم ہو جائے کہ نصف سے

[1] [illegible] رحمۃ للعالمین جلد اول صفحہ ۹۹۔

آ ئے دِن آپس مین ہے بغض وحسد کی آگ تیز — کس گھڑی ہم اسکی سوزش سے جلا کرتے نہین
بحرِ علم وفن مین ڈھونڈین تو ملین دُر ہائے آو ج — عام بازارون مین یہ موتی بکا کرتے نہین
عمرِ آخر ہو گئی اب کوچ کرنے کا ہے وقت — ہائے ہم اس دم بھی یادِ کبریا کرتے نہین
اب بھی تو کچھ ہم کرین غافل نہ ہون انجام سے — ہین جو دانا خوابِ غفلت مین رہا کرتے نہین
سوچنا یہ ہے کہ کیتے ہین جسے اِصلاح حال — کیا وہ ہم کر ہی نہیں سکتے ہین یا کرتے نہین

دشمنانِ دین کی اے اظہر ہے کیا اِس مین خطا
خود ہی مُسلم پاس کچھ اِسلام کا کرتے نہین

عروبِ آفتاب نبوّت

دہی ربیع الاول کی بارہوین۔ اور جون کی آٹھوین تاریخ ہے۔ ہجری کا گیارہوان سال ہے مگر آج صبح سے کائنات کا چہرہ اُداس ہے۔ آفتاب شدتِ غم سے تمتما رہا ہے۔ دھوپ اپنے وقت سے پہلے ڈھلنے کی کوشش کر رہی ہے۔ دن کا رخ بدلا ہوا ہے۔ شام اپنا سیاہ اور ماتمی لباس پہنے ہوئے غمگین و محزون۔ چلی آ رہی ہے رات سوگواری کا تمام سامان ساتھ لا رہی ہے۔ آثارِ قیامت کے ہاتھ مین ایک صُور ہے اور اسکی آواز مین ،، اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ کے الفاظ پورے درد و یاس کے ساتھ مسموع ہو رہے ہین۔ دنیا کچھ گھبرائی ہوئی ہے۔ گلزارِ تکوین مین حدوثِ خزان کا پائدار اثر نظر آتا ہے۔ پھُولون کی پنکھڑیان بکھر گئی ہین کلیان شاخون سے ٹوٹ ٹوٹ کر گری پڑتی ہین پھل خود بخود بکسے جاتے ہین درختون کے پتے آپس مین ملتے نہین ہین۔ بلکہ کفِ افسوس مل رہے ہین ہوا چلتی ہے تو دل سائین سائین کرنے لگتا ہے۔ چاند کہتا ہے مین آج نہ نکلون گا۔ آفتاب مُصر ہے کہ شام سے پہلے غروب ہو جاؤن گا۔ ہر طرف ایک عجیب سناٹا نظر آ رہا ہے۔ خوشی اور مسرت کا کوسون پتہ نہین چلتا جس چیز پر نظر پڑتی ہے وہی نشترِ نظر بن جاتی ہے۔

لو وہ عمرِ نبوّت ختم ہوئی لو وہ زمانۂ رسالت پورا ہوا حضور انور بستر وفات پر نہین بلکہ

کسی کو کچھ تکلیف دی ہو تو اس وقت مجھ سے اس کا بدلہ لے لے۔ اگر کسی کا مجھ پر حق ہو صاف کہدے میں جان و مال سے حاضر ہوں۔ ایک شخص اُٹھا اور کہنے لگا۔ یا رسول اللہ میرے تین درہم آپ کے ذمہ باقی ہیں جو آپ نے اپنے نام سے ایک سائل کو مجھ سے دلوائے تھے یہ سنکر آپ نے حضرت فضل ابن عباسؓ کی طرف اشارہ کیا کہ فوراً یہ تین درہم ادا کردیں۔ اور ارشاد فرمایا کہ دنیا کی رسوائی آخرت کی رسوائی سے کہیں بہتر ہے۔ آخری وصیت یہ تھی کہ اَلصَّلٰوۃَ مَامَلَکَتۡ اَیۡمَانُکُم یعنی نماز کی پابندی اور غلام ولونڈی کے حقوق کی نگہداشت سے کبھی غافل نہونا پھر آپ نے حاضرین کے واسطے دُعا کی اور قرآن و دین کے احکام کے بجا لانے کی سخت تاکید فرمائی دیکھو اوّل اتحاد و اتفاق۔ امن قائم ہونے اور عورتوں کے مدارج بڑھانے کی طرف پیغمبر خدا مستعد ہوئے مسلمانوں نے اس کو ایسا عملی جامہ پہنایا کہ اس پر اب تک مسلمان مؤرخوں کو ناز ہے اب مسلمانوں میں جو اتحاد و اتفاق مفقود ہے اس کا سبب یہ ہے کہ قوم سے تمام اچھی باتیں مفقود ہو گئی ہیں وہ کون سی خوبیاں ہیں جو موجود ہیں اور کون سی بُرائیاں ہیں جو موجود نہیں؟ سچ تو یہ ہے کہ ہم اپنے اعمال و افعال کے ہاتھوں آئے دن پامالِ غم اور مورد جور و ستم ہو رہے ہیں۔

قوم والو! خودکشی کی ہے تمہاری قوم نے
ڈھونڈتے پھرنے ہو کسکو دوسرا قاتل نہیں

کون سا دن ہے کہ تقصیر و خطا کرتے نہیں — شامت اپنی ہے جو ہم خوفِ خدا کرتے نہیں
ہادیانِ قوم گو کہتے ہیں باتیں کام کی — لیکن ایسے ہم ہیں بہرے کچھ سُنا کرتے نہیں
غیر ہیں جو ہم سے بڑھتے جاتے ہیں ہر بات میں — اور اک ہم ہیں خیال اس کا ذرا کرتے نہیں
ہو رہی ہیں ختم ہم پر ساری بداعمالیاں — پڑ کے غفلت میں غمِ روزِ جزا کرتے نہیں
یوں تو جو ہم کو نہ کرنا چاہیئے کرتے ہیں روز — کام لیکن کوئی اپنے کام کا کرتے نہیں
بڑھ رہا ہے ہر رگ و پے میں تکاہل کا مرض — ایسے غافل ہیں کہ کچھ اس کی دوا کرتے نہیں
اپنی ہمت اپنی طاقت ہم نے کھو دی خود بخود — ورنہ جو دشمن ہیں ہرگز سامنا کرتے نہیں

ایک راست باز اور امین منادی کی ایک ہی ندا اور ایک ہی پکار نے انھیں مقاماتِ بلند واوجِ ترقی پر پہنچا دیا
یہ بھی آپ کی ایک بہت بڑی خصوصیت ہے کہ جسکا لب یکبار کلمۂ شہادت سے آشنا ہوا پھر اُسے
کسی اور کھینچا تانی کی ضرورت نہ رہی کلمہ پڑھا اور صحابہ کی جماعتوں مین بھائیوں کیطرح مِل گیا گویا پہلے
ہی دن اسلام لاکر مسلم کامل ہوگیا۔ کوئی کمی باقی نہ رہی نیچ سے نیچ بھی اس فیضِ عامہ سے محروم نہین
رہ سکا کیا کوئی اور قوم اپنے مذہب مین ایسی نظیر دکھا سکتی ہے؟ دیکھو اسلام نے کسی انسان کو بہ حیثیت
انسان کے اچھوت اور نیچ نہین کہا۔ بلکہ سب انسانوں کی نسبت صاف الفاظ مین کہدیا گیا
لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ اور ساتھ ہی اسکے ہر انسان کو انسان قرار دے کر
یہ بھی امتیازی رنگ مین کہدیا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ جسے تقویٰ کا ڈپلومہ حاصل ہو جاوے اور
زینے پر آجائے اسی کی عظمت اور بڑائی ہے کوئی انسان بہ حیثیت انسان ہونے کے نیچ نہیں ہو سکتا
اللہ اکبر یہ اسی مُرسل عظیم الشان کی رسالت کا کارنامہ ہے کہ انسانوں کو بلا کسی امتیاز کے انسانیت
کے پایہ پر لاکر کھڑا کر دیا اور ساتھ ہی اتقا کے اعتبار سے درجہ بندی بھی کر دی اور باوجود اس درجہ بندی کے
مساوات کے نظام مین بھی کوئی کسر نہ رکھی۔ آنحضرت صلعم نے قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰٓی اِلَیَّ
کہکر اور رسالت کے پہلے عبد کی کڑی لگاکر ثابت کر دیا کہ نبی مُرسل بھی انسان ہی ہین۔

یہ کتنی جامع خصوصیت ہے کہ جو باتین اور جو خصوصیات متعدد اور مختلف مُرسلوں اور نبیوں کی
ذات میں قدرت نے ودیعت کر رکھی تھین وہ سب کی سب یا ان کا مجموعہ اکیلی ذات محمدی مین
ودیعت کر دی گئین موسیٰ کی جلالت جوانمردی، ہارون کی نرمی، ایوب کا صبر، یشوع کی شجاعت
داؤد کی سپہ گری، سلیمان کی شوکت، یحییٰ کی سادگی، مسیح کی فروتنی، وغیرہ وغیرہ سب کی سب
ایک ہی ذات مین مجتمع ہوگئین۔

یہ خصوصیت بھی کم نہین کہ آنحضرت کی منادی اور تعلیم سے جو لوگ اسلام سے مشرف ہوئے
انکی قوت ایمانی آخیر تک عدیم المثل بے لوث اور بے داغ رہی موسیٰ کے پیروُن۔ اور حضرت عیسیٰ کے
مریدوں اور حواریوں کی حُسنِ عقیدت کیا تھی۔ حضرت موسیٰ کے طور پر جانے کے بعد باوجود

ایک ٹوٹی ہوئی چٹائی پر حضرت عائشہ کے زانو پر سر رکھے مصروف ذکر باری ہین۔ آنسو آنکھون سے جاری ہین۔ ہونٹون سے امتی امتی کی صدائے نازک نکل رہی ہے۔ بدن پسینے مین غرق ہے۔ چراغ ٹمٹمارہا ہے۔ پھر وہی۔ آثار۔ اور اس کا بھی ڈگمگانا! اے معاذاللہ۔ کائنات کی رگون مین خون جمتا چلا جاتا ہے۔ لو وہ عزرائیل علیہ السلام کو اجازت باریابی ملی۔ لو وہ داخل حرم ہوئے وہ شمع نبوت کی کرنیں مدھم پڑنے لگیں۔ اور لو وہ چراغ رسالت بزم کائنات کو تقریباً ترسٹھ ۶۳ برس اجالا کرنے کے بعد ہمیشہ کے لئے گل ہو گیا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

خصوصیات محمدی

ہر نبی اور ہر مرسل کے حدود و فرائض اور ذمہ داریان جداگانہ رہی ہین۔ حضرت موسیٰ جن اغراض کے لئے مبعوث ہوئے حضرت عیسیٰ جن ذمہ داریون کو لیکر آئے وہ جداگانہ اور محدود تھیں۔ انکا عرصہ تبلیغ اور حدود رسالت صرف ایک ایک قوم ہی کے ساتھ مخصوص تھے دوسرے ممالک مین بھی جسقدر نبی آئے انکی بھی یہی حالت تھی حضرت مسیح علیہ السلام نے صاف طور پر کہدیا کہ مین صرف بنی اسرائیل کے واسطے آیا ہون حضرت موسیٰ علیہ السلام کی رسالت بھی محدود اور مشروط ہی تھی ہنوز کا مذہب بھی محدود دائرہ مین رہا۔ "لِکُلِّ قَوْمٍ ھَادٍ"

یہ فوقیت اور یہ وسعت رسول عربی صلعم کے حصے مین ہی آئی کہ بمصداق۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ساری دنیا اور ساری اقوام کی ہدایت کی روحانی اور تبلیغی ذمہ داریان آپ پر رکھی گئین۔ اور کل قومون کی ہدایت کیواسطے آپ ہی کو چن لیا گیا۔

یہ کتنی بڑی خصوصیت ہے کہ ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد ہی مین بت پرستی رخصت ہو گئی وحشت کوچ کر گئی خانہ جنگیان ہمیشہ کے لئے رک گئین دختر کشی پر جھاڑو پھر گئی اخوت و الفت کی لہرین اٹھنے لگین۔ توحید کا بول بالا ہونے لگا۔ کتنی بڑی کامیابی اور خصوصیت یہ ہے کہ جو قومین صدیون سے قعر مذلت مین پڑی تھین بت پرستی اور توہم پرستی مین مبتلا تھین،

زرومال سے سالہاسال متفق رہی ہو بالکل تائید ربانی کا ثبوت ہے گزشتہ واقعات کے ضمن مین نبی صلعم کے اخلاق ومحاسن، صفات ومحامد کی چمک ایسی نمایان ہے جیسے ریت مین کندن، اوران واقعات ہی سے یہ پتہ لگتا ہے کہ مظلومی وبیچارگی اورقوۃ وسطوۃ کی متضاد حالتون مین یکسان سادگی وعزت کیساتھ زندگی پوراکرنے والا صرف وہی ہوسکتا ہے جسکے دل پر ناموس الہٰی نے قبضہ کرلیا۔ اوراُسے علائق دُنیوی سے پاک کردیا ہو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے مبارک واقعات ہرملک اورہر طبقہ کے فرد اورجماعتون کے لئے بہترین نمونہ اورمثال ہین وَلَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ تمہارے لئے رسول اللہ کا بہترین نمونہ موجود ہے۔ اس باب کی تحت مین مختصر طور پر آنحضرت صلعم کے اخلاق کا جو علمنی ربی فاحسن تادیبی کے مصداق ہین ذکرکرون گا خلق محمدی ایسا لفظ ہے کہ اب بہترین بزرگون کے عادات واخلاق اطوار وشمائل کے اظہار کیلئے مثبہ بہ بن گیا ہے۔ سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُمی تھے۔ لکھنا پڑھنا نہین جانتے تھے اوربعثت نبوت کے زمانہ تک کسی عالم کی صحبت میسر نہ ہوئی تھی۔ تیرافگنی، شہسواری، نیزہ بازی، سجع گوئی، قصیدہ خوانی، نسب دانی، اس زمانہ کے ایسے فنون تھے جنہین شریف خاندان کا ہرایک نوجوان حصول شہرت اورعزت کے لئے ضرور سیکھ لیا کرتا تھا۔ اورجن کے بغیر کوئی شخص ملک اورقوم مین کوئی عزت یا امتیاز حاصل نہ کرسکتا تھا نبی صلعم نے ان فنون مین سے کسی کو بھی (اکتساباً) حاصل نہ کیا تھا اور نہ کسی پراپنی دلچسپی کا اظہار کیا تھا۔ چنانچہ آپ کی نسبت فرنچ پروفیسر سیڈیو نے لکھا ہے کہ آنحضرت خندہ رو۔ ملنسار۔ شیرین کلام، اکثرخاموش رہنے والے، بکثرت ذکرخدا کرنے والے لغویات سے دور، بیہودہ پن سے نفور، بہترین رائے بہترین عقل والے تھے۔

انصاف[۲] معاملہ مین قریب وبعید آنحضرت کے نزدیک برابر ہوتا تھا، مساکین سے محبت فرمایا کرتے تھے۔ عزباہین رہ کر خوش ہوتے تاکسی فقیر کواس کی تنگدستی کیوجہ سے حقیر نہ سمجھا کرتے اپنے جوتے کو خود گانٹھ لیتے کپڑے کو خود پیوند لگا لیتے،

امام حجۃ الاسلام[۳] غزالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مویشیون کو چارہ

---

[۱] خلاصۃ تاریخ العرب پروفیسر سیڈیو صفحہ ۴۲ [۲] شفا قاضی عیاض صفحہ ۱۳۴ [۳] کیمیاے سعادت، بحوالہ امام غزالی (النبوی) صفحہ ۲۸ مطبوعہ نولکشور ۱۸۸۲ء

موجودگی حضرت ہارون وزیر و برادر حضرت موسیٰ کے قوم کی قوم بدل کر اور بگڑ کر گوسالہ پرستی مین لگ گئی۔ توحید چھوڑ کر بت پرست بنگئی حضرت مسیح علیہ السلام کے شاگردون کو معجزات عیسوی پر اعتقاد متزلزل رہا اور آخر ایک شاگرد یہودا اسکریوطی نے تیس روپے لیکر پکڑا بھی دیئے اور اثرات نبوی نے کوئی روک نہ کی۔ تم اسکے مقابلے مین یاران رسول عربی اور فدایان محمدؐ کی سیرت اور وفاداری کا مقابلہ کر کے دیکھو تو سہی کہ ان خصوصیتون مین آنحضرت کو کون سا درجہ اور کیا امتیاز حاصل ہے دو چار مُرید اور نو مُسلم ہونے کی حالت مین بھی باوجود قریش کے سخت ظلم و ستم ہونے کے بھی مُریدون مین سے کوئی بھی متزلزل اور مُرتد نہ ہوا باوجود اسقدر کامرانی و کامیابی اور اقبال کے بھی حضرت صلعم کی زندگی کے اوقات جس سادگی جس فروتنی جس صداقت اور جس حُسن و خوبی سے گذرے وہ اور بھی حیرت افزا ہین ان تمام خصُوصیات کے سِوا اور بھی بہت سی خصوصیات رِسالتِ احمدیہ مین ہین جنپر غور کرنے سے پتہ لگ سکے گا کہ واقعی رسولِ عربی مجموعۂ کمالاتِ نبوّت اور رحمۃً للعٰلمین تھے۔

یا صاحب الجمال ویا سید البشر	من وجهك المنير لقد نور القمر
لا یمکن الثناء کما کان حقه	بعد از خدا بزرگ توئی قصه مختصر

اِخلاق نبوی

جو واقعات لکھے جا چکے ہین ان سے مختصر طور پر ان مشکلات کا اندازہ بخوبی ہوتا ہے جن کا سامنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی نبوّت کے اظہار، اپنی تعلیم کی اشاعت اور اس تعلیم کے قبول کرنے والوں کی حفاظت مین کرنا پڑا ایک ایسے ملک مین جہان کوئی حکومت اور قانون نہ ہو۔ جہان خونریزی اور قتل معمولی بات ہو جہان باشندے وحشت اور غارتگری مین درندون کے مشابہ جہالت و لایعقلی مین انعام سے بدتر ہون ایک ایسے دعویٰ کا پیش کرنا جو تمام ملک کے نزدیک عجیب اور جملہ قبائل مین مخالفت کی فوری آگ لگا دینے والا ہو کچھ آسان نہ تھا پھر اس دعویٰ کا ایسی حالت مین سر سبز ہونا کہ کروڑون اشخاص کی انتہائی مخالفت اسکے ملیا میٹ کرنے پر دل و جان اور

ایسی سختی گذری کہ چولہے مین آگ تک نہین سلگی۔ کچھ کھجورین کھا کھا کر پانی پر اکتفا کر کے رہ جاتے اور رسول اللہ صلعم بھوک کے مارے اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیتے۔ آپ کسی کی خاطر شکنی نہین کرتے معمول یہ تھا کہ کسی سے ملنے کیوقت ہمیشہ پہلے خود سلام اور مصافحہ فرماتے۔ مجلس مین بیٹھتے تو آپ کے زانو کبھی ہمنشینون سے آگے نکلے ہوئے نہ ہوتے۔ ہر چند جنگ احد مین کافرون نے آپ کو ایذا پہنچائی مگر آپ نے ہمیشہ اُن کے حق مین دعائے ہدایت فرمائی۔ اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ اِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ یعنی اے میرے پروردگار میری قوم کو ہدایت کر کہ وہ میرے (رتبہ) کو نہین پہچانتی ہے دشمن سے بھی آپ کا سلوک ایسا خوشگوار تھا کہ وہ آپ کے اخلاق کی داد دئے بغیر نہین رہ سکتا تھا۔

رَبِّ سَلِّمْ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہ — مَرْحَبَا مَرْحَبَا رَسُوْلِ اللّٰہ

الٰہی دکھا مجھکو رُوئے محمد — بھری دل مین ہے آرزوئے محمد
ہے صحرائے یثرب گلستان جنت — کہ ہر سو سے آتی ہے بوئے محمد
اُسی کی تجلی سے چمکے یہ دونون — مہ و مہر مین عکس رُوئے محمد
لگا سے جو کوئی تو کھل جائین آنکھین — وہ اکسیر ہے خاک کوئے محمد
بہت یون تو دنیا میں آئے پیمبر — مگر تھی کسی مین نہ خوئے محمد
رہا عمر بھر اشتیاق مدینہ — رہی عمر بھر جستجوئے محمد

پسِ مرگ اطہر تمنا یہی ہے
اُڑے طائرِ رُوح سوئے محمد

عکس رخسار حبیب مجسم آنکھون میں ہے — پرتو مہر عرب ماہ مجسم آنکھون مین ہے
آ سے بہار خلد آ جا سیر کو تو بھی کبھی — فیض رُخ سے تیرے گلزار ارم آنکھون مین ہے
کیا کہون کیا حال ہے۔ اپنا کسی کے ہجر مین — جان لب پر آگئی ہے اور دم آنکھون مین ہے
اک نظر مین دُھل گئے دامن سے داغ معصیت — تو سحاب لطف ہے عین کرم آنکھون مین ہے
آ پسے کہنے کو کچھ آئی تھی پہلے لب پہ جان — اب وہی شوق لقا مین بنکے نم آنکھون مین ہے

خود ڈال لیتے اونٹون کو باندھتے، گھر مین صفائی کر لیتے بکریان دوُہ لیتے، اپنے خادم کے ساتھ بیٹھ کر کھا لیتے، اور اسکے کام کاج مین مدد بھی دیتے۔ بازار سے چیزین جاکر خرید لیتے، اور خود اُٹھا بھی لاتے، غلام آقا حبشی ترکی مین ذرا تفاوت نہ کرتے، کیسا ہی کوئی حقیر شخص دعوت کے لئے کہتا قبول فرماتے جو کچھ کھانا سامنے رکھدیا جاتا بہ رغبت کھا لیا کرتے تھے،

غرض آپ کے اخلاق عظیمہ اور صفات کریمہ بیشمار ہین۔ انکے ادراک اور دریافت سے عقل و قیاس دونون بیکار ہین۔ قرآن مجید لاکھون مخالفین اور اہل عناد کی بھیڑ مین اپنے داعیٔ حق کی نسبت اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ گویا ہے یعنی اے محمد تم اخلاق کے بڑے درجے پر ہو۔ یہی قرآن پاک دشمنون کے مجمع مین آپ کے متعلق یہ شہادت دے رہا ہے۔ لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ الرَّحِیْمٌ۔ یعنی تمھارے پاس تم مین سے خود ایک پیغمبر آیا جس پر تمھاری تکلیف بہت شاق گذرتی ہے جو تمھاری بھلائی کا بھوکا ہے۔ اہل ایمان پر نہایت رحیم اور مہربان ہے پھر کہہ رہا ہے فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰہِ لِنْتَ لَھُمْ وَلَوْ کُنْتَ فَظًّا غَلِیْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِکَ۔ خدا کی رحمت کے سبب تم ان سے بہ نرمی پیش آتے ہو اگر کہین تم کج خلق اور سنگدل ہوتے تو یہ لوگ تمھارے آس پاس سے ہٹ جاتے۔ حضرت[له] عائشہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے آپ کے اخلاق کے متعلق پوچھا تو انہون نے کہا کان خلقه القرآن آپ کا خلق ہمہ تن قرآن تھا یعنی جو اخلاق حمیدہ قرآن مجید مین مذکور ہین آپ سب سے متصف تھے۔

حضرت علی، حضرت عائشہ، حضرت انس وغیرہ جو مدتون آپ کی خدمت مین رہے ان سب کا متفقہ بیان ہے کہ آنحضرت صلعم کی عادت کسی کو بُرا بھلا کہنے کی نہ تھی۔ بُرائی کے بدلے مین بُرائی نہین کرتے تھے۔ بلکہ درگذر اور معاف فرما دیتے تھے۔ آپ نے کبھی کسی سے اپنے ذاتی معاملہ مین انتقام نہین لیا۔ آپ نے نام لیکر کبھی کسی مسلمان پر لعنت نہین بھیجی۔ آپ نے کسی خادم، یا لونڈی، یا جانور کو نہین مارا۔ آپ نے کبھی کسی کی جائز درخواست رد نہین فرمائی۔ آپ نیک خو، نرم طبع، اور نہایت فیاض تھے۔ تندمزاج، اور تنگدل نہ تھے۔ کبھی ایسا بھی ہوا ہے۔ کہ کئی دن متواتر اہل بیت پر

[له] ابوداؤد باب الصلوٰة ۲۸۱

مار کپڑے اُتروا لیئے اور آنحضرت کے پاس شکایت لے کر پہونچے مدعا علیہ بھی ساتھ تھا۔ آپ نے اسکی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ یہ جاہل تھا اسکو تعلیم دینا تھا۔ یہ بھوکا تھا اِس کو کھانا کھلانا تھا۔ یہ کہکر کپڑے واپس دِلوائے اور اُس کو ساٹھ صاع غلّہ اپنے پاس سے عنایت فرمائے۔

حُسن معاملہ

اگرچہ نہایت فیاضی کے باعث آپ اکثر مقروض رہتے تھے۔ لیکن بہرحال آپ حُسن معاملہ کا سخت اہتمام تھا۔ ایک یہودی زید بن سعیہ کا آپ پر کچھ دَین تھا۔ ہنوز وعدہ منقضی نہیں ہوا تھا کہ اُس نے آکر تقاضائے شدید کیا اور نہایت سختی سے گفتگو شروع کی حضرت عمرؓ نے اس گستاخی پر اُسکو ڈانٹا اور کہا تجھے کچھ خبر بھی ہے کہ تو کس سے ہمکلام ہے بولا مین تو اپنا حق مانگتا ہون۔ آنحضرت صلعم نے حضرت عمر سے ارشاد فرمایا کہ تمکو اُسی کا ساتھ دینا چاہیئے۔ کیونکہ قرض خواہ کو بولنے کا حق ہے بلکہ تمہین چاہیئے تھا کہ مجھ سے ادا کے لئے اور اُس سے تقاضا نرمی کے لئے کہتے اسکے بعد حضرت نے اسکا قرض ادا کرنے کا حکم فرمایا اور اس کو ڈانٹنے ڈپٹنے کے عوض کھجور کے بیس صاع اور زیادہ دلوائے۔

عدل وانصاف

کوئی شخص گوشہ نشین ہوکر بیٹھ جائے تو اسکے لئے عدل وانصاف سے کام لینا نہایت آسان ہے۔ آنحضرت صلعم کو عرب کے سیکڑون قبائل سے کام پڑتا تھا یہ آپسمین ایک دُوسرے کے دُشمن تھے۔ ایک کے موافق فیصلہ کیا جاتا تو دُوسرا دشمن بن جاتا۔ اسلام کی اشاعت کی غرض سے ہمیشہ آنحضرت صلعم کو تالیف قلوب سے کام لینا پڑتا تھا۔ ان سب مشکلات اور پیچیدگیون پر بھی عدل والصاف کا پلہ کبھی جھکنے نہ پاتا تھا۔ ایکدفعہ ایک عورتؓ جو خاندان مخزوم سے تھی چوری کے جرم مین گرفتار ہوئی۔ قریش کی عزت کے لحاظ سے لوگ چاہتے تھے کہ سزا سے بچے اور معاملہ رفت گذشت ہو جائے حضرت اسامہ بن زید رسُول اللہ صلعم کے خاص خادم تھے لوگون نے ان کو شفیع بناکر خدمت نبوی مین بھیجا۔ آپ نے غضب آلود ہوکر فرمایا اے اسامہ کیا تم حدود خداوندی مین سفارش کرتے ہو پھر آپ نے لوگون کو جمع کرکے خطاب فرمایا تم سے پہلے کی اُمتین اسی لیے برباد ہوگئین کہ جب دولتمند یا معزز آدمی کوئی قصور کرتا تو تسامح کرتے اور معمولی آدمی مجرم ہوتا تو سزا پاتا۔ خدا کی قسم اگر محمد کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو اسکے بھی ہاتھ کاٹے جاتے۔

خواب مین اک دن جو وہ اپنی جھلک دکھلا گئے
خانۂ دل مین اگر ہے عرش رب ذوالجلال
کرکے آنکھیں بند کرلیتا ہون سیر دو جہان

وہ تماشہ آج تک سر کی قسم آنکھون مین ہے
تخت تیرا یا حبیب ذوالکرم آنکھون مین ہے
جام اُلفت کی بدولت جام جم آنکھون مین ہے

آنبی ہے جان پر جن کی تمنا میں معینؔ
شکر ایزد اُن کی صورت مرتے دم آنکھون مین ہے

للّٰلہ بلا لیجئے سرکار مدینہ
پھر گلشن فردوس کی حسرت نہ رہیگی
پہنچا دے الٰہی بطفیل شہ کونین
جلد اس کو بلا لیجئے اے سرور عالم
وہ داخل گلزار ارم ہوگا یقیناً
ہے اُمت عاصی کو عبث ہول قیامت
گنجینۂ اسرار خدا اسکا ہے سینہ
زاہد تمھیں فردوس کی ہو سیر مبارک

بے چین ہون ہر دم پئے دیدار مدینہ
یک بار اگر دیکھ لون گلزار مدینہ
پلکون سے بہارون در دیوار مدینہ
دم توڑ نہ دے ہجر مین بیمار مدینہ
جو دل سے ہوا حاضر دربار مدینہ
بخشا لینگے اللہ سے سردار مدینہ
جس شخص پر ہے منکشف اسرار مدینہ
مین روز ازل سے ہون طلبگار مدینہ

آزاد جہاں ہے وہ ہر اک رنج والم سے
جو بن شیدا ہی گرفتار مدینہ

حُسن خُلق

عقبہ بن عامر[1] ایک صحابی تھے۔ ایک دفعہ آنحضرت صلعم پہاڑ کے درے مین اُونٹ پر سوار جا رہے تھے یہ بھی ساتھ تھے۔ آنحضرت صلعم نے ان سے کہا۔ آؤ سوار ہو لو انہون نے اِسکو گستاخی سمجھا۔ آنحضرت صلعم نے دوبارہ کہا۔ اب انکار کرنا امتثال امر کے خلاف تھا۔ آنحضرت اُتر پڑے اور یہ سوار ہو لئے۔

عباد بن شرحبیل مدینہ مین ایک صاحب[2] تھے۔ ایکدفعہ قحط پڑا اور بھوک کے مارے ایک باغ مین گھس گئے خوشے توڑ کر کچھ کھائے۔ کچھ دامن مین بھر لئے۔ باغ کے مالک کو معلوم ہوا تو اُس نے اُن کو

[1] نسائی صفحہ ۳۲۔ [2] ابوداؤد جلد ۲ کتاب الجہاد۔

دوسری روایت مین ہے کہ حضرت زبیر[1] کی صاحبزادیان اور حضرت فاطمہ زہرا خدمت اقدس مین گئین اور اپنے افلاس و تنگدستی کی شکایت کر کے عرض کی کہ آپکی غزوہ مین جو کنیزین آئی ہین ان مین سے ایک دو ہم کو مل جائین۔ آپنے فرمایا بدر کے یتیم تم سے پہلے درخواست کر چکے ہین۔

ایک مرتبہ[2] حضرت علی نے کسی امر کی درخواست کی فرمایا یہ نہین ہوسکتا کہ تمکو دون اور اہل صفہ کو اس حال مین چھوڑ دون کہ وہ بھوک سے اپنا پیٹ لپیٹے پھرین۔

گداگری اور سوال سے نفرت

باوجود[3] اس کے کہ آپ کا ابر کرم ہر وقت سب پر برستا تھا تاہم کسی کا بے ضرورت شدید سوال کرنا آپ پر سخت گران ہوتا۔ ارشاد فرماتے کہ کوئی شخص اگر لکڑی کا گٹھا پیٹھ پر لاد لائے اور بیچ کر اپنی آبرو بچائے تو اس سے بہتر ہے کہ لوگون سے سوال کرے۔ قبیصہ نام[4] ایک صاحب مقروض ہوکر آپ کے پاس آکر اپنی حاجت بیان کی آپ نے کل کا وعدہ کیا۔ پھر ارشاد فرمایا کہ اے قبیصہ سوال کرنا اور لوگون کے سامنے ہاتھ پھیلانا صرف تین شخص کو روا ہے۔ اول وہ شخص ہے جو قرض سے زیر بار ہو لیکن جب اسکی ضرورت پوری ہوجائے تو اسکو رک جانا چاہئے۔ دوسرا وہ شخص جس پر کوئی ایسی ناگہانی مصیبت آگئی جس نے اسکے تمام مالی سرمایہ کو برباد کردیا ہو مگر یہ اسوقت تک جبتک اسکی حالت کسی قدر درست نہ ہوجائے۔ تیسرا وہ شخص جو مبتلائے فاقہ ہو اور محلہ کے تین معتبر آدمی اس کی فاقہ کشی کی گواہی دین۔ اس کے علاوہ جو کوئی کچھ مانگ کر حاصل کرتا ہے۔ وہ حرام کھاتا ہے۔

حجۃ الوداع[5] مین آنحضرت صلعم صدقات کا مال تقسیم فرمارہے تھے کہ دو صاحب آکر شامل ہوئے آپ نے ان کی طرف نظر اٹھاکر دیکھا۔ تو وہ تنومند اور ہاتھ پاؤن کے درست و صحیح و سالم نظر آئے۔ آپ نے فرمایا کہ صحیح و تندرست اور کام کرنے کے لائق لوگون کا اس مین کوئی حصہ نہیں ہے۔

صدقہ سے پرہیز کرنا اور ہدیہ قبول کرنا۔

آنحضرت[6] صلعم اپنے اور اپنے خاندان کے لئے صدقہ و زکوٰۃ لینے کو سخت موجب ننگ و عار سمجھتے تھے فرمایا کرتے تھے کہ مین گھر آتا ہون تو کبھی کبھی اپنے بستر پر کھجور پاتا ہون

[1] ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۲۳۰۔ [2] مسند احمد جلد ۱ صفحہ ۱۰۶۔ [3] صحیح مسلم کتاب الصدقات صفحہ ۱۹۰۔ [4] ابوداؤد کتاب الزکوٰۃ۔ [5] ابوداؤد کتاب الزکوٰۃ۔ [6] بخاری جلد ۱ کتاب اللقطہ صفحہ ۳۲۸۔

عدل وانصافؐ کا سب سے نازک پہلو کہ خود اپنے مقابلہ میں بھی حق کا رشتہ چھوٹنے نہ پائے۔ چنانچہ آپ ایکبار مال غنیمت تقسیم فرمارہے تھے لوگوں کا پس وپیش ہجوم تھا ایک شخص آکر منہ کے بل آپ پر لد گیا۔ دست مبارک میں تپلی سی لکڑی تھی آپ نے اس سے اسکو ٹھوکا دیا۔ اور اتفاق سے لکڑی کا سرا اس کے منہ میں لگ گیا اور خراش آگئی۔ فرمایا مجھ سے انتقام لے لو اس نے عرض کیا یارسول اللہ میں نے معاف کردیا۔

لوگوں کو حکم عامؐ تھا کہ جو مسلمان مر جائے اور اپنے ذمہ قرض چھوڑ جائے تو مجھے اطلاع دو میں اسکو ادا کردونگا اور جو ترکہ چھوڑ جائے وہ وارثوں کا حق ہے مجھے اس سے کوئی مطلب نہیں۔

اس عدلؐ وانصاف کا یہ اثر تھا۔ کہ مسلمان ایک طرف اور یہودی جو آپ کے شدید ترین دشمن تھے اپنے مقدمات اسی بارگاہ عدالت میں لاتے تھے اور شریعت کے مطابق ان کا فیصلہ ہوتا تھا۔

جود وسخا

ابن عباس کی روایت ہے کہ آپؐ تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور خصوصاً رمضان کے مہینہ میں آپ اور زیادہ سخاوت فرماتے تھے تمام عمر کسی کے سوال پر نہیں کا لفظ نہیں فرمایا۔

نرفت لا بہ زبان مبارکش ہرگز　　　مگر با شہدان لا الہ الا اللہ

ایکدفعہ ایک شخصؐ خدمت اقدس میں آیا اور دیکھا کہ دور تک آپ کی بکریوں کا ریوڑ پھیلا ہوا ہے۔ اس نے آپ سے درخواست کی آپ نے سبکی سب دیدیں۔ اُسنے اپنے قبیلہ میں جاکر کہا کہ اسلام قبول کرلو۔ محمد صلعم ایسے فیاض ہیں کہ مفلس ہوجانیکی بھی پرواہ نہیں کرتے۔

ایثار

اولادؐ سے آپ کو بے انتہا محبت تھی اور ان میں حضرت فاطمہ زہرا اس قدر عزیز تھیں کہ جب آتیں تو آپ فرط محبت سے کھڑے ہوجاتے پیشانی کو بوسہ دیتے اور اپنی جگہ بٹھاتے تاہم حضرت فاطمہ کی تنگدستی اور عسرت کا حال یہ تھا کہ گھر میں کوئی خادمہ نہ تھی۔ خود چکی پیستیں اور خود ہی پانی کی مشک بھر لاتیں چکی پیستے پیستے ہتھیلیاں گھس گئی تھیں اور مشک کے اثر سے بدن پر نیل پڑ گئے تھے۔ ایکدن خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں۔ خود تو پاس حیا سے عرض حال نہ کرسکیں جناب امیرؓ نے ان کی طرف سے حال عرض کیا۔ اور درخواست کی کہ فلاں غزوہ میں جو کنیزیں آئی ہیں ان میں سے ایک کنیز مل جائے آپ نے ارشاد فرمایا ابھی صحابہ صفہ کا انتظام نہیں ہوا اور جبتک ان کا بندوبست نہ ہولے میں اور طرف توجہ نہیں کرسکتا

[illegible]

ایک ایک کام اپنے ذمہ لے لیا جنگل سے لکڑیاں لانے کا کام آنحضرت صلعم نے اپنے ذمہ لیا۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ یہ کام ہم خدام کرلینگے فرمایا سچ ہے۔ لیکن مجھے یہ پسند نہیں کہ مین تم سے اپنے کو ممتاز سمجھوں۔ خدا اس بندہ کو پسند نہیں کرتا جو اپنے ہمراہیوں مین ممتاز بنتا ہے۔

تواضع و خاکساری

گھر کا کام کاج خود کرتے، کپڑوں مین پیوند لگاتے، گھر مین جھاڑو دیتے، دودھ دوہ لیتے۔ غلام کے ساتھ مل کر آٹا گوندھتے، بازار سے سودا لاتے، جوتی پھٹ جاتی تو خود ٹانکے دیتے، عربی گدھوں پر سواری کرنی بھی عار نہیں سمجھتے، غلاموں اور مسکین کے ساتھ بیٹھنے اور ان کے ساتھ کھانا کھانے سے بھی پرہیز نہ تھا ایکدفعہ گھر سے باہر تشریف لائے لوگ تعظیم کو اٹھ کھڑے ہوئے۔ فرمایا اہل عجم کی طرح تعظیم کو نہ اٹھو حضرت عائشہ ابو سعید خدری اور امام حسن سے روایت ہے کہ کان یخدم نفسہ یعنی آپ اپنے کام خود دست مبارک سے انجام دیا کرتے تھے غریب سے غریب بیمار ہوتا تو عیادت کو تشریف لیجاتے مفلسوں اور فقیروں کے گھر جاکر ان کے ساتھ بیٹھتے صحابہ کے ساتھ بیٹھتے تو اس طرح بیٹھتے کہ امتیازی حیثیت کی بنا پر آپ کو کوئی پہچان نہ سکتا کسی مجمع مین جاتے توجہاں جگہ مل جاتی بیٹھ جاتے۔ تواضع کی انتہائی یہ ہے کہ آنحضرت صلعم اپنے متعلق جائز تعظیمی الفاظ بھی پسند نہیں فرماتے تھے ایکدفعہ ایک شخص نے آپ کو یا خیر البریہ یعنی اے بہترین خلق کہکر مخاطب کیا کسی نے ان الفاظ سے آپ کو خطاب کیا " اے ہمارے آقا " اور اے ہم مین سب سے بہتر و برتر کے فرزند " آپ نے فرمایا لوگو! پرہیزگاری اختیار کرو شیطان تمھیں گمراہ نہ کر دے مین عبداللہ کا بیٹا جو خدا کا بندہ اور اسکا رسول ہوں مجھے پسند نہیں کہ تم مجھے اس سے زیادہ بڑھاؤ۔

انسان کے غرور و فخر کا اصلی موقع وہ ہوتا ہے جب وہ اپنے چپ و راست جلو مین ہزاروں آدمیوں کو چلتے ہوئے دیکھتا ہے جو اسکے ایک اشارے پر اپنی جان تک قربان کرنے کو تیار ہوجاتے ہیں، خصوصاً جب وہ فاتحانہ ایک جرار اور پرجوش لشکر کے ساتھ شہر مین داخل ہوتا ہے لیکن آنحضرت صلعم کے تواضع و خاکساری کا منظر اسوقت اور نمایاں ہو جاتا ہے۔ چنانچہ فتح مکہ کے موقع پر جب آپ شہر مین داخل ہوئے تو تواضعاً سر مبارک کو اس قدر جھکایا کہ کجاوہ سے

جی مین آتا ہے کہ مین ڈال لوں پھر خیال ہوتا ہے کہ کہین صدقہ کی نہ ہو اس لئے بہنین نہین ڈالتا۔

ایک[۱] بار امام حسن علیہ السلام نے صدقہ کی کھجوروں مین سے ایک کھجور منہ مین رکھ لی۔ آپ نے ڈانٹ کر فرمایا کیا تمھین یہ خبر نہیں کہ ہمارا خاندان صدقہ نہین کھاتا پھر منہ سے اگلوا دیا۔

آپ کے سامنے[۲] جب کوئی شخص کوئی چیز لے کر آتا تو دریافت فرماتے کہ ہدیہ ہے یا صدقہ۔ اگر ہدیہ کہتا تو قبول فرماتے اور اگر یہ کہتا کہ صدقہ تو آپ ہاتھ روک لیتے اور دوسرے مستحقین صاحبوں کو عنایت فرما دیتے۔ ہان دوست و احباب کے ہدیئے اور تحفے آپ قبول فرماتے تھے۔ بلکہ آپ نے اس کو ازدیاد محبت کا بہترین ذریعہ فرمایا ہے۔ کما فی الحدیث تھادوا تحابوا۔ باہم ایک دوسرے کو ہدیہ بھیجو تو محبت ہو گی صحابہ کے علاوہ آس پاس کے ملوک و سلاطین بھی آپ کو تحفے بھیجا کرتے تھے لیکن جن لوگون کے تحائف قبول فرماتے تھے ان کو ان کا صلہ بھی ضرور عطا فرماتے تھے۔ جیسا کہ حضرت[۳] عائشہ سے روایت ہے کان یقبل الھدیۃ و یثیب علیھا یعنی آنحضرت صلعم ہدیہ قبول فرماتے تھے اور اس کا معاوضہ بھی دیتے تھے یمن کا مشہور بادشاہ ذی یزن نے آنحضرت صلعم کو ایک قیمتی حلہ ہدیۃً بھیجا آپ نے قبول فرمایا۔ اور اسکو بھی ایک دوسرا حلہ ہدیۃً بھیجوا دیا۔

عدم قبول احسان

کبھی کسی[۴] کا احسان گوارا نہ فرماتے حضرت ابوبکر سے بڑھ کر جان نثار کون ہوسکتا تھا تاہم وقت ہجرت جب انھون نے سواری کے لئے ناقہ پیش کیا تو آپ نے قیمت ادا کی مدینہ مین مسجد کے لئے جو زمین درکار تھی مالکان زمین نے مفت نذر کرنی چاہی لیکن آپ نے قیمت دے کر لی۔

مساوات

آپ کی نظر مین[۵] امیر و غریب، کبیر و صغیر، آقا و غلام، سب برابر تھے سلمان صہیب و بلال غلام رہ چکے تھے آپ کی بارگاہ مین رؤسائے قریش سے کم رتبہ نہ تھے غزوہ بدر مین دوسرے قیدیوں کے ساتھ آپ کے چچا حضرت عباس بھی گرفتار ہو کر آئے تھے قیدیون کو زرفدیہ لے کر رہا کیا جاتا تھا بعض نیکدل انصار نے اس بنا پر کہ وہ آپ سے قرابت قریبہ رکھتے تھے عرض کی کہ یا رسول اللہ اجازت ہو تو عباس کا زرفدیہ معاف کر دین۔ آپ نے فرمایا ہرگز نہین۔ ایک درم بھی معاف نہ کرو۔

ایک[۶] سفر مین کھانا تیار نہ تھا تمام صحابہ نے ملکر کھانا پکانے کا سامان کیا۔ لوگون نے

۱؎ بخاری جلد اول کتاب الصدقات صفحہ ۲۰۱ ۔ ۲؎ صحیح بخاری کتاب الہبۃ ۔ ۳؎ ابوداؤد صفحہ ۲۰۵ ۔ ۴؎ بخاری صفحہ ۵۵۵ ۔ ۵؎ صحیح بخاری باب ... ۔ ۶؎ ... صفحہ ۳۶ بحوالہ سیرۃ محب طبری۔

توبھی اپنے اعلان حق سے باز نہ آؤنگا۔

ایک بار[1] آپ کسی غزوہ مین درخت کے نیچے آرام فرما رہے تھے ایک کافر آیا اور اسی حالت خواب مین تلوار کھینچکر بولا محمد! اب تمکو مجھ سے کون بچا سکتا ہے۔؟ آپ نے فرمایا خدا۔ اس عزم واستقلال اور جرائت صادقہ نے اسکو ایسا مرعوب کردیا کہ اسنے فوراً تلوار میان مین کرلی اور پاس بیٹھ گیا

مراسم شرک سے اجتناب

یہ امر قطعاً ثابت[2] ہے کہ آپ بچپن ہی سے شرک و کفر، رسومات قبیحہ اخلاق رذیلہ اور عادات ذمیمہ سے ہمیشہ مجتنب رہے ایک دفعہ قریش نے آپکے سامنے کھانا لاکر رکھا یہ کھانا بتون کے چڑھاوے کا تھا جانور کسی بت کے نام پر ذبح کیا گیا تھا آپ نے کھانے سے انکار کیا گو قریشیون نے ہرچند اصرار کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس زمانہ مین پیدا ہوئے مکہ بت پرستی کا مرکز اعظم تھا خود کعبے مین تین[3] سو ساٹھ بت تھے۔ رسول صلعم کے خاندان کا تمغائے امتیاز صرف اس قدر تھا کہ اس صنم کدے کے متولی اور کلید بردار تھے باایں ہمہ آنحضرت نے کبھی بتون کے آگے سر نہین جھکایا دیگر رسوم جاہلیت مین بھی کبھی شرکت نہ کی۔" سرولیم میور صاحب لائف آف محمد مین لکھتے ہین کہ ہماری تمام تصنیفات محمد صلعم کے بارے مین ان کے چال چلن کی عصمت اور ان کے اطوار کی پاکیزگی وغیرہ پر جو اہل مکہ مین کمیاب تھی متفق ہین۔ الفصل ماسهدت به الاعداء

عفو و حلم

ارباب سیر نے تصریح کی ہے اور تمام واقعات شاہد ہین۔ بلکہ حضرت[3] عائشہ سے بھی مروی ہے کہ آنحضرت صلعم نے کبھی کسی سے اپنے ذاتی معاملے مین انتقام نہین لیا بجز اس صورت کے اُس نے احکام الہٰی کی تفضیح کی ہو۔ جنگ[4] احد کی شکست سے رؤسائے طائف کے تحقیر آمیز برتاؤ کی یاد خاطر اقدس پر زیادہ گران تھی جب وہ ایک طرف منجنیق سے مسلمانون پر پتھر برسا رہے تھے تو دوسری طرف ایک سراپائے عفو و حلم انسان (آنحضرت صلعم) یہ دعا مانگ رہا تھا کہ خدایا انھین سمجھ عطا کر اُن کو آستانۂ اسلام پر جھکا دے۔

قریش نے آپ کو گالیان اور مارنے کی دھمکیان دین۔ رستون مین کانٹے بچھائے، جسم اطہر

[1] غزوہ ذات الرقاع صفحہ ۵۹۲ [2] صحیح بخاری باب ۱ ... [3] صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۷۰۹ [4] ابوداؤد ذکر طائف و مسند ابن حنبل جلد ۳ صفحہ ...

اُکھڑ گیا۔ غزوۂ خیبر مین جب آپ کا داخلہ ہوا تو آپ ایک گدھے پر سوار تھے جسمین لگام کی جگہ کھجور کی چھال بندھی تھی جس طرح آپ اپنا کام خود انجام دیتے اُسیطرح دوسرون کا بھی کردیا کرتے تھے چنانچہ عبداللہ بن ابی اوفیٰ ایک صحابی ہین وہ فرماتے ہین۔ ولا یانف ان یمشی مع الارملۃ والمساکین فیقضی لہ الحاجۃ۔ یعنی بیوہ و مسکین کے ساتھ چلکر انکا کام کر دینے مین آپ کو عار نہ تھی ایکدفعہ[۱] آپ نماز کے لئے کھڑے ہو چکے تھے کہ ایک بدّو آیا اور آپ کا دامن پکڑ کر بولا میرا ذرا سا کام رہگیا ہے ایسا نہ ہو کہ مین بھول جاؤن لہٰذا پہلے اس کو کردو آپ اُس کے ساتھ فوراً مسجد سے باہر نکل آئے اور اسکا کام انجام دے کر نماز ادا کی۔

عزم واستقلال

خدا نے قرآن مجید مین اولی العزم من الرسل کہکر انبیائے کبار کی مدح فرمائی ہے۔ آنحضرت صلعم چونکہ خاتم الرسل تھے اسلئے خصوصیت کے ساتھ خدا نے اس وصف کو آپکی ذات مین ودیعت رکھا تھا۔ ابتدا سے انتہا تک اسلام کا ایک ایک کارنامہ آنحضرت صلعم کے عزم واستقلال کا مظہر اتم ہے۔ عرب کے کفرستان مین ایک شخص تنہا کھڑا ہوتا ہے بے یار و مددگار دعوت حق کی صدائین بلند کرتا ہے ریگستان عرب کا ذرہ ذرہ اُس کی مخالفت مین پہاڑ بنکر سامنے آتا ہے لیکن وقار نبوت اور عزم رسالت سے ٹھوکر کھا کر پیچھے ہٹ جاتا ہے۔ اور مخالفون کی تمام قوتین اسکے سامنے ہیچ لوچ ہو جاتی ہین مکے[۲] مین رؤسائے قریش جب ہر قسم کی تدبیرون سے تھک گئے تو انھون نے آپ کے سامنے سلطنت و حکومت کا تخت زر و جواہر کا خزانہ اور حسن و جمال کی دولت پیش کی ان مین سے ہر چیز بہادر سے بہادر انسان کے قدم کو ڈگمگا دینے کے لئے کافی تھی لیکن آپ نے ذلت کے ساتھ ان کی درخواست کو ٹھکرا دیا اور بالآخر وہ وقت آیا جب آخری ہمدم و دمساز یعنی ابو طالب نے بھی ساتھ چھوڑنا چاہا تو یہ غور و فکر کا آخری لمحہ اور عزم واستقلال کا آخری امتحان تھا اسوقت آپ نے جوا بمین جو فقرے فرمائے عالم کائنات مین ثبات و پامردی کے اظہار کا سب سے آخری طریقۂ تعبیر ہے آپ نے فرمایا چچا جان اگر قریش میرے داہنے ہاتھ مین سورج اور بائین مین چاند رکھدین

[۱] ابوداؤد کتاب الادب و بخاری کتاب الصلوٰۃ مختصراً [۲] ابن ہشام

سامنے آئے جو آنحضرت کے خون کے پیاسے تھے اور جن کے دستِ ستم سے آپ نے طرح طرح کی اذیتیں اٹھائی تھیں ان سب کو یہ کہکر چھوڑ دیا لا تثریب علیکم الیوم اذھبوا فانتم الطلقاء تمپر کوئی ملامت نہیں۔ جاؤ تم سب آزاد ہو۔ وحشی جو اسلام کی قوتِ بازو اور آنحضرت کے عزیز ترین چچا حضرت حمزہ کا قاتل تھا مکے مین رہتا تھا، جب مکے مین اسلام کی قوت نے ظہور کیا وہ بھاگ کر طائف آیا، طائف نے بھی آخر سرِ اطاعت خم کیا اور وحشی کیلئے یہ بھی مامن نہ رہا۔ ناچار خود رحمت عالم کے دامن مین پناہ لی اور اسلام قبول کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف اسیقدر فرمایا کہ میرے سامنے نہ آیا کرو۔ کہ تمہین دیکھکر مجھے چچا کی یاد آجاتی ہے۔

خُلقِ عظیم مین کافر مسلم، دوست دشمن، عزیز و بیگانہ کی تمیز نہ تھی۔ ابرِ رحمت دشت و چمن پر یکسان برستا تھا ایک دفعہ چند یہودی آپ کی خدمت مین آئے اور شرارت سے السلام علیکم کے بجائے السام علیکم (تمپر موت ہو) کہا۔ حضرت عائشہ نے غصہ مین آکر ان کو بھی سخت جواب دیا لیکن آپنے روکا اور فرمایا عائشہ بدزبان نہ ہو۔ نرمی کرو اللہ تعالیٰ ہر بات مین نرمی پسند کرتا ہے۔

دشمنانِ جان سے عفو و درگذر اور اُن کے حق مین دعائے خیر

جانی دشمنون اور قاتلانہ حملہ آورون سے عفو و درگذر کا واقعہ پیغمبر سے صحیفۂ اخلاق کے سوا اور کہان مل سکتا ہے۔ شب کو آپ نے ہجرت فرمائی ہے کفارِ قریش کے نزدیک یہ طے شدہ تھا کہ صبح کو محمد کا سر قلم کر دیا جائیگا۔ اسلئے دشمنون کا ایک دستہ رات بھر خانۂ نبوی کا محاصرہ کئے کھڑا رہا۔ ہجرت کے دن قریش نے آنحضرت صلعم کے سر کی قیمت مقرر کی تھی کہ جو محمد کا سر لائے گا یا زندہ گرفتار کریگا اسکو سو اونٹ انعام مین دیئے جائینگے۔ سراقہ بن مالک پہلا شخص تھا جو اس نیت سے اپنے صبا رفتار گھوڑے پر سوار، ہاتھ مین نیزہ لئے ہوئے آپ کے قریب پہونچا۔ مگر دو تین دفعہ کرشمۂ اعجاز دیکھکر اپنی حرکت سے باز آیا اور توبہ کی۔ پھر یہی شخص فتح مکہ پر حلقۂ اسلام مین داخل ہوا اور اس جرم کے متعلق ایک حرف سوال بھی درمیان مین نہین آیا۔

فتح مکہ کے زمانے مین ایک بار اسی آدمیون کا دستہ منہ اندھیرے جبل تنعیم سے اُتر کر آیا اور چھپکر آنحضرت صلعم کو قتل کرنا چاہا۔ اتفاق سے وہ لوگ گرفتار ہو گئے لیکن آنحضرت صلعم نے ان کو چھوڑ دیا اور کچھ بھی تعرض نہ کیا۔ قرآن مجید کی آیت اسی واقعہ کے متعلق نازل ہوئی ہے وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُم

پہنچا سکتے تھے ڈالیں، گلے میں پھندا ڈالکر کھینچا۔ آپ کی شان میں گستاخیاں کیں۔ نعوذ باللہ۔ کبھی جادوگر کبھی پاگل، کبھی شاعر کہا لیکن آپ نے کبھی ان کی باتوں پر برہمی ظاہر نہیں فرمائی۔ غریب سے غریب آدمی بھی جب کسی مجمع میں جھٹلایا جاتا ہے تو وہ غصے سے کانپ اٹھتا ہے۔ چنانچہ ایک صاحب جنہوں نے آنحضرت صلعم کو ذی المجاز کے بازار میں اسلام کی دعوت دیتے ہوئے دیکھا تھا بیان کرتے ہیں کہ حضور فرما رہے تھے کہ۔ لوگو! لا الہ الا اللہ کہو تو نجات پاؤ گے۔ پیچھے پیچھے ابوجہل تھا وہ آپ پر خاک اڑا اڑا کر کہہ رہا تھا کہ لوگو! اس شخص کی باتیں کہیں تمہیں اپنے مذہب سے برگشتہ نہ کر دیں۔ یہ چاہتا ہے کہ تم اپنے دیوتاؤں لات و عزیٰ کو چھوڑ دو۔ راوی کہتا ہے کہ آپ اس حالت میں بھی اس کی طرف مڑ کر دیکھتے تک بھی نہ تھے۔

قریش آنحضرت صلعم کو برا بھلا کہتے تھے نعوذ باللہ بجائے آپ کو محمد (تعریف کیا گیا) بلکہ مذمم (مذمت کیا گیا) کہتے تھے لیکن آپ اس کے جواب میں اپنے دوستوں کو خطاب کرکے صرف اسقدر فرمایا کرتے کہ تمہیں تعجب نہیں آتا کہ اللہ تعالیٰ قریش کی گالیوں کو مجھ سے کیونکر پھیرتا ہے۔ وہ مذمم کو گالیاں دیتے اور مذمم پر لعنت بھیجتے ہیں اور میں محمدؐ ہوں۔ جس زمانہ میں آپ فتح مکہ کیلئے تیاریاں کر رہے تھے اس بات کی خاص احتیاط فرما رہے تھے کہ قریش کو ہمارے ارادوں کی خبر نہ ہو۔

حاطبؓ بن ابی بلتعہ ایک صحابی تھے انہوں نے چاہا کہ قریش کو اسکی اطلاع کردیں، چنانچہ ایک خط لکھکر انہوں نے چپکے سے ایک عورت کی معرفت مکہ روانہ کیا آپ کو اسکی خبر ہوگئی، حضرت علیؓ اور حضرت زبیرؓ اسی وقت بھیجے گئے جو قاصد کو مع خط گرفتار کر لائے حاطب نے اپنے قصور کا اعتراف کیا اور معذرت چاہی، یہ وہ موقع تھا کہ ہر سیاستدان مجرم کی سزا کا فتویٰ دیتا۔ لیکن آنحضرت صلعم نے معاف فرمایا۔ عورت جو اس جرم میں شریک تھی اس سے بھی کسی قسم کا تعرض نہیں فرمایا، حالانکہ یہ خط اگر دشمنوں تک پہنچ جاتا تو مسلمانوں کو سخت خطرات کا سامنا ہوتا

دشمن سے عفو و درگذر اور حسن سلوک

انسان کے ذخیرۂ اخلاق میں سب سے زیادہ کمیاب و نادر الوجود چیز دشمنوں پر رحم اور ان سے عفو و درگذر ہے لیکن حامل وحی و نبوت کی ذات اقدس میں یہ جنس فراوان تھی، دشمن سے انتقام لینا انسان کا قانونی فرض ہے۔ لیکن اخلاق کے دائرہ شریعت میں آکر یہ فرضیت مکروہ تحریمی بن جاتی ہے، دشمنوں کے انتقام کا سب سے بڑا موقع فتح حرم کا دن تھا جب وہ کینہ خواہ

لباس میں نمایش اور دیگر سامان میں آرائش اور امارت پسندی وغیرہ سے آپ طبعاً نفور تھے ،

راست گوئی پیغمبر کی ایک ضروری صفت ہے اور اسکا وجود انکی ذات سے کبھی منفک نہیں ہوسکتا اس بنا پر آنحضرت صلعم کے اخلاق کے عنوان میں اسکے جزئیات کی تفصیل کی ضرورت نہ تھی لیکن اس موقع پر ہم صرف اُن چند شہادتوں کو قلمبند کرنا چاہتے ہیں جو دشمنوں کے اعتراف سے ہاتھ آسکی ہیں۔ آنحضرت صلعم نے جب نبوت کا دعویٰ کیا تو کفار میں جو لوگ آپ سے واقف تھے انہوں نے آپ کو کاذب اور دروغ گو یقین نہیں کیا بلکہ یہ سمجھا کہ نعوذ باللہ آپ کے ہوش و حواس درست نہیں ہیں یا یہ کہ ان میں اب شاعرانہ تخیل پیدا ہو گئی ہے اس بنا پر انہوں نے آپ کو مجنون ، مسحور ، شاعر کہا لیکن کاذب نہیں کہا ۔ قیصر روم نے ابوسفیان سے دربار میں پوچھا کہ تمہارے یہاں جو مدعی پیدا ہوا ہے اس دعوے سے پہلے کبھی تم نے اُس کو دروغ گو بھی پایا ہے؟ کہا نہیں آخر میں قیصر نے جو تقریر کی اسمیں کہا کہ مجھے بھی یقین ہے کہ اگر وہ خدا پر افترا باندھتا تو وہ آدمیوں پر افترا باندھنے سے کب باز رہتا ۔ ابوجہل بھی کہا کرتا کہ اے محمد ! میں تمکو جھوٹا نہیں کہتا ، البتہ تم جو کچھ کہتے ہو اُن کو نہیں مانتا ، قرآن مجید کی یہ آیت اسی موقع پر نازل ہوئی ہے ۔ قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهُ لَيَحْزُنُكَ الَّذِي يَقُولُونَ فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُونَكَ وَلٰكِنَّ بِاٰيَاتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ

شرم وحیا آپ دوشیزہ لڑکیوں سے بھی زیادہ شرمیلے تھے اور شرم وحیا کا اثر آپ کی ایک ایک ادا سے ظاہر ہوتا تھا ، کبھی کسی کے ساتھ بدزبانی نہیں کی ، تبسم کے سوا کبھی لب مبارک خندہ وقہقہہ سے آشنا نہیں ہوے ، عرب میں اور ممالک کی طرح شرم وحیا کا بہت کم لحاظ تھا ، ننگے نہانا عام بات تھی ، حرم کعبہ کا طواف ننگے ہو کر کرتے تھے ، لوگ میدانوں میں رفع حاجت کے لیے جایا کرتے تھے تو آمنے سامنے بیٹھ جاتے اور ہر قسم کی بات چیت کرتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی سخت ممانعت کی اور فرمایا کہ خدا ان سے ناراض ہوتا ہے ،

شجاعت یہ وصف انسانیت کا اعلیٰ جوہر ہے اور اخلاق کا سنگ بنیاد ہے ، عزم واستقلال حق گوئی ، راست گفتاری اور علو ہمت وغیرہ یہ تمام باتیں شجاعت ہی سے پیدا ہوتی ہیں ، آنحضرت صلعم کو سیکڑوں مصائب وخطرات ، بیسیوں معرکے اور غزوات پیش آئے ، لیکن کبھی پامردی اور ثبات کے قدم نے

خیبر مین ایک یہودیہ نے آنحضرت صلعم کو کھانے مین زہر دیا، آپنے کھانا کھایا تو زہر کا اثر محسوس کیا۔ آپ نے یہودیون کو بلا کر دریافت کیا تو انہون نے اقرار کیا۔ لیکن آپ نے کسی سے کچھ تعرض نہین فرمایا، مگر اُسی زہر کے اثر سے جب ایک صحابی نے انتقال کیا تو آپ نے صرف اُس یہودیہ کو قصاص کی سزا دی، حالانکہ خود آنحضرت صلعم کو زہر کا اثر تا حیات محسوس ہوتا رہا۔

دشمنون کے حق مین بددُعا کرنا انسان کی فطری عادت ہے لیکن پیغمبرون کا مرتبہ عام انسانی سطح سے بدرجہا بلند ہوتا ہے جو لوگ انکو گالیان دیتے ہین وہ ان کے حق مین دعائے خیر کرتے ہین اور جو اُن کے تشنۂ خون ہوتے ہین وہ ان کو پیار کرتے ہین۔ ہجرت سے قبل مکے مین مسلمانون پر اور خود آنحضرت صلعم پر جو مظالم ہو رہے تھے اس داستان کے دہرانے کیلئے بھی سنگدلی درکار ہے۔ اسی زمانہ مین جناب بن ارتؓ ایک صحابی نے عرض کی، یا رسول اللہ دشمنون کے حق مین بددُعا فرمایئے، یہ سُنکر چہرۂ مبارک سُرخ ہوگیا۔ فرمایا کہ مَین دنیا کے لئے لعنت نہین بلکہ رحمت بنا کر بھیجا گیا ہون۔

جنگ اُحد مین دشمنون نے آپ پر پتھر پھینکے، تیر برسائے، تلوارین چلائین، دندان مُبارک کو شہید کیا، جبینِ اقدس کو خون آلود بنایا، لیکن ان حملون کا وار آپ نے حسن سپر پر روکا وہ صرف یہ دعا تھی اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِيْ اِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ خدایا ان کو ہدایت دے کہ یہ ناسمجھ ہین۔ عبداللہ بن قمیہ جو قریش کا مشہور بہادر تھا آنحضرت کے چہرۂ مبارک پر تلوار ماری اس کے صدمہ سے مغفر کی دو کڑیان چہرۂ مبارک مین چُبھ کر رہ گئین۔ آپ نے دُعا فرمائی اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ قَوْمِيْ اِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ

مہمان نوازی مہمان نوازی مین کافر و مسلمان کا امتیاز نہ تھا۔ مشرک و کافر سب آپ کے مہمان ہوتے اور آپ یکسان انکی مہمان نوازی کرتے کبھی ایسا ہوتا کہ مہمان آجاتے اور گھر مین جو کچھ موجود رہتا وہ انکی نذر ہو جاتا۔ اور تمام اہل و عیال فاقہ کرتے، آپ رات کو اُٹھ اُٹھ کر مہمانون کی خبرگیری کرتے تھے۔

سادگی اور بے تکلفی معمول تھا کہ مجلس سے اُٹھ کر گھر مین تشریف لیجاتے تو کبھی ننگے پاؤن چلے جاتے اور جوتی وہین چھوڑ جاتے، کھانے پینے اوڑھنے اُٹھنے بیٹھنے غرض کسی چیز مین تکلف نہ تھا۔ کھانے کو جو سامنے آتا تناول فرماتے، پہننے کو موٹا جھوٹا جو مل جاتا پہن لیتے زمین پر، چٹائی پر، فرش پر جہان جگہ مل جاتی بیٹھ جاتے

آپ کی دعا سے قحط دور ہوا - پانی برسا ، گونگون کی زبان کھلی ، بیمارون نے صحت پائی ، آپ کے جوتون کی خاک نے اندھون کو آنکھین بخشین -

۱ ایام منا مین کفار مکہ نے آپ سے درخواست کی کہ چاند کو دو ٹکڑے کر کے دکھادین ، آپ نے فوراً اشارہ کیا چاند کے دو حصے ہو گئے - دونون ٹکڑے اتنے فاصلہ پر ہوئے کہ جبل بوقبیس دونون کے درمیان نظر آتا تھا ، اس معجزہ کا کلام اللہ مین بھی ذکر آیا ہے - اقتربت الساعة وانشق القمر وان یروا آیة یعرضوا ویقولوا سحر مستمر

۲ مسجد شریف مین آپ ایک ستون سے جو ستون حنانہ کے نام سے موسوم ہے تکیہ لگا کر خطبہ فرمایا کرتے تھے جب آپ کے لئے منبر ایک شخص بنا کر لایا تو خطبہ منبر پر فرمانے لگے ستون نے صدمۂ جدائی سے یکبارگی چلا چلا کر رونا شروع کیا ، آپ نے منبر سے اتر کر اس ستون کو سینہ سے لگا لیا ، تب وہ آہستہ آہستہ نالہ و گریہ سے خاموش ہوا ؎ استن حنانہ از ہجر رسول ناله می زد ہمچو ارباب عقول

۳ حضرت علی کہتے ہین کہ مین آنحضرت صلعم کے ساتھ مکہ مین ایک طرف کو نکلا تو مین نے دیکھا اور سنا کہ جو پہاڑ اور درخت سامنے آتا ہے اس سے السلام علیک یا رسول اللہ کی آواز آتی ہے -

۴ فتح مکہ سے پہلے خانۂ کعبہ ۳۶۰ بتون کا معبد تھا جب مکہ فتح ہوا تو آپ خانۂ کعبہ مین تشریف لے گئے ، دست مبارک مین ایک چھڑی تھی اور زبان اقدس پر یہ آیۂ کریمہ جاری تھی ، جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل کان زهوقا آپ چھڑی سے جس بت کی طرف اشارہ کرتے تھے وہ بغیر چھوئے دھم سے گر پڑتا تھا

۵ ایک دن آپ مقام زوراء مین تھے عصر کا وقت آگیا تو صحابہ نے پانی کی جستجو شروع کی لیکن صرف آنحضرت صلعم کیلئے پانی ملا جب آپ کی خدمت مین پانی کا برتن پیش کیا گیا تو آپ نے اس پر اپنا ہاتھ ڈال دیا اور انگلیون سے پانی کا فوارہ چھوٹنے لگا - یہانتک کہ تقریباً تین سو آدمیون نے اس سے وضو کیا ،

اور بھی بے انتہا معجزے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کتب سیر و احادیث مین مسطور اور زبر محدثین و مورخین مین مذکور ہین ، غرضکہ اللہ تعالیٰ نے جو کمالات اور معجزات جدا جدا آپ سے پہلے نبیون کو دیئے تھے وہ سب آپ کی ذات اقدس مین کوٹ کوٹ کر بھر دیئے ، ؎

لغزش نہین کھائی ، غزوۂ بدر کے گھمسان لڑائی مین ۳۱۳ نہتّے مسلمانون کے قدم جب بارہ سَو۱۲ مسلح فوج کے حملون سے ڈگمگا جاتے تو دوڑکر مرکزِ نبوّت ہی کے دامن مین پناہ لیتے تھے ، حضرت علیؓ جنکے دست و بازو نے بڑے بڑے معرکے سر کئے کہتے ہین کہ بدر مین جب زور کا رن پڑا تو ہم لوگون نے آپ ہی کی آڑ مین آکر پناہ لی اور مشرکین کی صف سے اُس دِن آپ سے زیادہ قریب کوئی نہین تھا ، غزوۂ حنین مین ہوازن کے بے پناہ تیرون کی بارش ہوئی تو مسلمان کی کثیر التعداد فوج کا پاؤن دفعتًا اکھڑ گیا لیکن آپ معہ چند جان نثار بدستور کھڑے رہے ، اب دشمنون کی تمام فوج کا نشانہ صرف آپکی ذات تھی باین ہمہ پائے اقدس مین ذرا بھی لغزش نہین ہوئی ۔ رکانہؓ پہلوان جو اپنے وقت کے پہلوانون مین مشہور اور اپنی قوّت و طاقت کے نشے مین ہمیشہ چور رہتا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایکدن مین تین بار کشتی لڑی لیکن اُس کو ہر بار شکست ہوئی ۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عفو و حلم اور درگذر کے سیکڑون واقعات اور ہزارون مثالین موجود ہین جو اس خزانۂ رحمت مین دوست دشمن ، کافر و مسلم ، بچّے بوڑھے ، مرد عورت ، آقا و غلام ، انسان حیوان ہر ایک صنفِ ہستی برابر کی حصہ دار تھی ۔ اِن ہی صفات مشترکہ کا یہ اثر ہے کہ آنحضرت صلعم نے اپنی امّت مین جو طریقہ عبادت کا رائج کیا وہ تقریبًا سب مذاہب گذشتہ کی عبادتون کا ایک جامع و مانع مجموعہ یا خلاصہ ہے ذرا نماز مین کھڑے ہوکر دیکھ لو کہ یہ کس قسم کا مجموعۂ عبادت ہے اور اسمین کس درجہ کی مساوات پائی جاتی ہے ۔

خُلق و برتاؤ ، غیرت و حمیّت ، صبر و قناعت ، زہد و تقوٰی ، معاشرت و معیشت ، عصمت و عفاف ، احسان و کرم ، غرضکہ صفات اور امتیازات کے خیال اور اعتبار سے ہمارے رسول کی حقیقت اور کیفیت ہر رنگ مین جامع اور معنوی رہی ، اگر ایک طرف خلق عظیم کے متّصف قرار پائے تو دوسری طرف مخالفون کی نگاہون مین بھی شروع سے لیکر آخیر تک امین کے ممتاز لقب سے ملقّب رہے ،

بلغ العلیٰ بکمالہٖ	کشف الدجیٰ بجمالہٖ
حسنت جمیع خصالہٖ	صلوا علیہ وآلہٖ

اعجاز محمّدیؐ

درخت آپ کے حکم سے زمین چھوڑ کر جاندارون کی طرح چلے ، پہاڑ اور منبر ہلے ، چٹان بھی پارہ پارہ ہوے

ارشاد ہوا ، فخرِ موجودات ، مفتخر کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب یہ راز و نیاز کی مزے دار باتیں سُنیں تو دل محبتِ سرورِ کائنات سے لبریز ہو گیا ، آخر دل ہی تو تھا بولے یا الٰہی اگر اُمّت محمّدی نہیں ہو سکتی تو پھر مجھے بھی اُسی اپنے حبیبِ مکرّم کی اُمّت میں پیدا کر دے ، اللہ اللہ یہ حقیقت ہے اُس امّتِ مرحومہ کی اور یہ فضیلت ہے اُس اُمّت محمدیہ کی ، فقد دروا یا خیر الامم وانظروا یا اھل الفضیلۃ والکرم۔

خدائے قدوس نے دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی تکمیل و توسیع کچھ اسطرح فرمائی کہ اس میں کوئی نقص باقی نہیں رہا اور اسی کمال تکمیل کی برکتوں کا یہ نتیجہ ہوا کہ خیرالانبیا کی امّت خیرالامم ہوگی ، اس سے پہلے جب کسی نبی کی اُمّت گناہ کرتی تھی تو اسے دنیا میں سو سو طرح کے عذاب دیئے جاتے تھے کسی کی صورت مسخ کر دی جاتی تھی ، کسیکو غرق آب کر دیا جاتا تھا ، کسیکو پیوند خاک بنا دیا جاتا ، لیکن یہ امّت محمدی (صلعم) کا مرتبہ اور اسکی عزّت وعظمت کا ایک کرشمہ ہے کہ اُمّت کا افراد دن رات فسق و فجور میں مبتلا ہیں ، مگر انھیں کوئی ظاہری سزائے عذاب نہیں دیجاتی ، اور ہم چشموں میں ذلیل و حقیر نہیں کیا جاتا ، اے اُمّت محمد کہلانیوالو! اور نبیٔ عربی کی اُمّت میں شمار ہونے والو! اپنے مرتبے اور رتبے سے آگاہ ہو جاؤ ، اسکے بعد غور کرو کہ جس نبی کی بدولت تمھیں یہ امتیاز یہ عظمت یہ شرف یہ رتبہ بارگاہ قدوسی سے عطا ہوا ہے تم اُس نبی کے کہاں تک خدمت گذار اور اطاعت شعار اُمّتی ہو ، ہمارے آقا خیرالانبیا جن کے بعد اب کوئی نبی سطح عالم پر جلوہ افروز نہ ہوں گے اپنی اُمّت کی مغفرت اور قیام عظمت کا وعدہ خدا سے لے چکے ہیں ، اس وعدہ کی شرم رکھنی چاہیئے ، اور اُمّت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو حقیقت میں خیرالامم بننے کی کوشش کرنی چاہیئے ع

کہیں ایسا نہ ہو حاصل ہو محشر میں پشیمانی

فضائل درود شریف

قرآن مجید فرقان حمید میں ہے ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یا ایھاالذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ بیشک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی کریم پر درود شریف بھیجا کرتے ہیں ،

حُسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری　　　آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری

اے عقل سلیم رکھنے والو! اللہ تعالیٰ نے جس مقدس پیغمبر پر اسقدر معجزات و خرق عادات کا ظہور فرمایا اس سچّے رسول کی صداقت و رسالت پر ایمان لاؤ اور سچّے مذہب اسلام مین داخل ہوکر آخرت کی تباہی سے بچو،

واللہ الموفق المعین وبہ نستعین

خیر الاُمم ہے اُمّت خیر الوریٰ محمدؐ

یہ قوم جو اُمّت مرحومہ کہلاتی ہے یعنی جس پر خدا کی رحمت ہو چکی ہے اور جس کو خلعت رحمت عطا ہو چکا ہے اپنی حقیقت و فضیلت کو کچھ اس طرح بھولی ہوئی ہے کہ گویا اُس کے فضائل و برکات سب افسانے ہین اور جو خصائل و نعمات اسے عطا ہوئے تھے شاید اب اُس سے واپس لے لئے گئے ہین، مگر حقیقت یہ ہے کہ جس طرح جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ کو خداوند کائنات نے خیر الوریٰ اور خیر الانبیا کے قابل رشک خطابات سے سرفراز فرمایا، اسی طرح انکی اُمّت کو انکی قوم کو ان کی ملّت کو اور انکی جماعت مقدس کو **خیر الامم** کے بے نظیر خطاب سے ممتاز فرما کر تمام امتون پر اُس کی شرافت و عظمت کا سکّہ بٹھلا دیا۔ اس قوم مُسلم کے خیر الامم ہونے کے بے انتہا ثبوت کتب متداولہ مین موجود ہین اور یہ سب برکت جناب رسول کریم علیہ الصّلوٰۃ والتسلیم کے نام اور نسبت کی ہے کہ اگر اُمّت کا پیشوا رسول اور پیغمبر خیر النّبی ہے تو اسکی اُمّت بھی خیر الامم ہے فالحمد للہ علیٰ ذٰلک ؎ گرچہ خوردیم نسبتے ایست بزرگ　　ذرۂ آفتاب تا بانیم،

کتب سابقہ مین مذکور ہے کہ جناب موسیٰ علیہ السلام ایک روز تلاوتِ توریت مین مصروف تھے، دیکھا کہ اسمین ایک اُمّت کا ذکر ہے، جس کا رتبہ اور درجہ تمام نبیون کی امتون سے بہتر و برتر ہے اور جسے خیر الامم کا خطاب دیا گیا ہے، طور پر گئے تو وہ مقام یاد آگیا، کلیم تو تھے ہی پوچھنے لگے، الٰہی! تیری کتاب مقدس مین ایک امّت کا ذکر ہے جسے تونے خیر الامم کا خطاب بھی سے دیدیا ہے میری خواہش ہے کہ وہ اُمّت مجھے عنایت فرما۔

ارشاد ہوا اے موسیٰ وہ اُمّت ہمارے رسول ہمارے محبوب جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے جو تم سے ہزارون برس بعد پیدا ہوگی تم اس کی حسرت مین ناحق اپنا دل بیقرار نہ کرو، عرض کی، الٰہی! محمد کون ہین؟

ورفعت له عشر درجات ، جس شخص نے مجھ پر ایک بار درود شریف بھیجا ہے اللہ نے اُس پر دس بار درود شریف بھیجا ، دس بار رحمت نازل کی اور اُس کے دس درجے بلند کئے ، الحاصل درود شریف کا پڑھنا باعث ہزاران خیر و برکات ، مُوجب بے پایانِ ثواب و حسنات اور خاص وسیلہ بخشش و نجات ہے ،

یا صاحب الجمال ویا سید البشر
من وجهك المنیر لقد نور القمر
لا یمکن الثناء كما كان حقه
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

صدقِ دل سے مومنو بھیجو پیمبر پر درود
دام عصیان سے چھڑائیگا سرِ محشر درود

مرتبہ بالا نہ ہو کس طرح اس کا مسلمو!
ہو چکا ہے جب رقم عرشِ معلّٰی پر درود

ہاتھ سے جانے نہ دو اس نعمتِ عظمیٰ کو تم
بھیجتا ہے آپ پر جب خالقِ اکبر درود

سُن کے ہرگز چُپ نہ ہو نامِ جنابِ مصطفیٰ
مُسلمو! لاریب ہے اسلام کا جوہر درود

ہر مصیبت ہر بلا، ہر رنج مین کام آئے گا
ہے رفیق و غمگسار و مونس و یاور درود

بیگمان ہوتی ہے وہ مقبول درگاہ خدا
مانگتا ہے صدقِ دل سے جو دعا، پڑھ کر درود

چاہتے ہو گر رہائی تم عذاب قبر سے
تو پڑھو شام و سحر سرکار پر اکثر درود

اِس کا پڑھنا اہل ایمان کس طرح سمجھیں نہ فرض
ہین وظیفے جتنے انمین سب سے ہے برتر درود

دل لگا کر شوق سے کر ورد اس کا رات دن
قلب کو اطہر کرے گا بالیقین اطہر درود

فضائل مسواک

مسواک کی فضیلت کتب معتبرہ مین بہت کچھ لکھی ہے ڈاکٹرون اور حکیمون کا بھی مقولہ ہے کہ مسواک مین بہتیری مفید باتین پنہاں ہین ، لیکن فی زمانہ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ لوگ مسواک کی طرف بہت ہی کم التفات کرتے ہین ، یہان تک کہ مسواک کا کام نمک ، کوئلہ ، گُل ، مسّی اور ٹوتھ پاوڈر وغیرہ ہی سے نکال لیتے ہین کبھی کبھی ایسا بھی اتفاق ہوتا ہے کہ اس سے بھی درگذر کر جاتے ہین اور فقط انگلیون ہی پر اکتفا کر لیتے ہین ۔

اے وہ لوگو! (مرد اور عورتو) جو ایمان لائے ہو تم بھی اسپر درود و سلام بھیجو، بھلا اس سے زیادہ ہم گنہگاروں کی خوش نصیبی اور کیا ہوگی۔ کہ جو کام خدا اور اس کے فرشتے کرتے ہین اسی کام کے کرنیکا ہمین بھی حکم ہوتا ہے، قربان ہو جاؤ اللہ کے اس انعام واکرام پر اور درود و سلام بھیجو رسول علیہ السلام پر تاکہ تم سے پروردگار اور ہمارے سرکار بھی خوش رہین، اس آیہ کریمہ مین خداوند کریم نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی کمال بزرگی اور کمال شان وشوکت ثابت کی ہے کیونکہ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ ہر شخص کی عزت وقعت اور تعظیم و تکریم حسب مراتب ہوتی ہے، مثلاً بادشاہون کے پاس اگر کوئی انکا ادنیٰ دوست آجائے تو اسکی تعظیم کے لئے رعایا کو حکم دیتے ہین اور اگر کوئی دوست اس سے زیادہ تعلق رکھنے والا آئے تو اس کی تعظیم کے لئے رعایا کے علاوہ ارکان دولت کو بھی حکم ہوتا ہے، اگر کوئی خاص دوست آجائے تو اس کی تعظیم کے لئے رعایا اور ارکان دولت کے علاوہ خود بھی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتے ہین اور بادشاہ کا قیام تعظیم کا انتہائی درجہ ہے جب یہ تمہید خیال مین آگئی تو اب سمجھئے کہ احکم الحاکمین نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کے لئے انسان جو بمنزلہ رعایا اور ملائکہ جو بمنزلہ ارکان دولت کے ہین ان دونون کی تعظیم پر کفایت نہین کی بلکہ خود بھی شریک ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال رفعت شان اور عظمت مکان ثابت فرمائی،

بلغ العلیٰ بکمالہ — کشف الدجیٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ — صلوا علیہ وآلہ

منقول ہے کہ ان الجنة تشتاق الی خمسة نفر تالی القرآن" حافظ اللسان، مطعم الجیعان، مکسی العریان، ومن صلی علی حبیب الرحمان، بیشک جنت پانچ شخص کے لئے مشتاق ہو رہی ہے۔ ایک قرآن مجید تلاوت کرنے والا، دوسرا اپنی زبان کو فضولیات سے روکنے والا، تیسرا بھوکون کو کھلانے والا، چوتھا ننگون کو پہنانے والا، پانچوان خدا کے محبوب پر درود بھیجنے والا، سبحان اللہ، درود شریف پڑھنے والون کی کیا فضیلت ہے۔ چنانچہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اولی الناس بی یوم القیمة اکثرهم علی صلوٰة یعنی قیامت مین وہ شخص مجھ سے بہت زیادہ قریب ہوگا جس نے مجھپر کثرت درود بھیجا ہے، آپنے یہ بھی فرمایا ہے کہ من صلی علی واحدة صلی اللہ علیه عشر صلوات وحطت عنه عشر خطيات

ہے روایت کہ نبی کرتے تھے ہر آں مسواک | کیونکہ مشہور ہے صیقل دہِ دنداں مسواک
موجب خلعت و خوشنودیٔ رحماں مسواک | باعثِ اجر و مثوباتِ فراواں مسواک

ہدفِ سینۂ شیطاں کو ہے پیکاں مسواک

اس کے کرنے سے غبی ہو تو ذکاوت بڑھ جائے | رفع ہو خستہ دلی اور نضارت بڑھ جائے
دور ہو اس سے جو معدے میں رطوبت بڑھ جائے | خوگر اس کا ہو جو انساں تو بصارت بڑھ جائے

ہے فرح بخشِ دل و تازگیٔ جاں مسواک

علما کہتے ہیں جس کو کہ ہے عادت اس کی | قدسیاں کرتے ہیں ہر حال حفاظت اس کی
کیوں نہ طاعت کہ ہے مقرونِ اجابت اس کی | کہ مضاعف ہے مدارج میں اطاعت اس کی

ہے نمازی کے لئے موجبِ رضواں مسواک

ہے روایت یہ بصد حسرت و رنج و رقّت | ہو اور پیشِ نبی جبکہ زمانِ رحلت
جانِ اطہر جو ہوئی مائلِ ربّ العزّت | تہ مسواک تھے دندانِ شریفِ حضرت

تھی پسندِ دلِ سرخیلِ رسولاں مسواک

یہ وہ ہے چوب کہ تحلیل ہو جس سے بلغم | یہ وہ لکڑی ہے مسوڑھوں کو کرے مستحکم
اس سے ہو جاتی ہے صفرا کی فراوانی کم | اطہر اس سے ہے طبیعت کو بھی فرحت ہر دم

منہ کو نکہت میں کرے غنچۂ ریحاں مسواک

نماز

جب سیاحِ لامکاں سرورِ دو جہان احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم معراج سے تشریف لائے اور کیفیت معراج کی بیان کی تو صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اس نعمت کبریٰ اور عطیۂ عظمیٰ سے ہم لوگوں کو بھی کچھ حصہ ملا ہے؟ آپ نے فرمایا الصلوٰۃ معراج المومنین یعنی مومن کے لئے نماز معراج ہے، اللہ پاک کی حضوری نماز میں بندہ کو نصیب ہوتی ہے، چنانچہ قرآن پاک میں بھی جابجا اللہ جل جلالہٗ نے نماز کا حکم صادر فرمایا ہے،

چنانچہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر میری اُمت پر دشوار نہ ہوتی تو ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا، دوسری جگہ آپ نے فرمایا ہے کہ اگر لوگ مسواک کی فضیلت جانتے تو اسکو لحافوں میں رکھ کر رات بسر کرتے،

چونکہ مُنہ خدا سے کلام کرنے کا راستہ، اور صفائی دہن اُس کی خوشنودی کا ذریعہ ہے لہٰذا مُنہ ہمیشہ پاک رکھو، اور مسواک کا استعمال کرو اگر پیلو یا عود کی لکڑی ہو تو بہتر ہے زیتون کی لکڑی سے مسواک کرنا دانتوں کی کمزوری اور درد کو دور کرتا ہے، اوّل تو مسواک کرنے کی پابندی میں رسول اللہ کی سُنّت کی پیروی کا ثواب ملے گا، جو بہت بڑا ثواب ہے، دوسرے مسواک کرنا تندرستی کے لئے بیحد مفید ہے، کیونکہ جسم کی اکثر بیماریاں دانتوں کی میلے ہونے سے ہوتی ہیں، اسلئے مسواک دانتوں کی ہر بیماری کا علاج ہے، اس سے معدہ، جگر، دماغ اور آنکھوں کو قوت پہنچتی ہے، دل بھی مضبوط ہوتا ہے،

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات سے ذرا پہلے حضرت ابوبکر کے صاحبزادے عبدالرحمن خدمت اقدس میں آئے جوان کے ہاتھ میں مسواک تھی آپ نے مسواک کی طرف نظر جما کر دیکھا، میں سمجھ گئی کہ آپ کا جی مسواک کرنے کو چاہتا ہے میں نے عبدالرحمن سے مسواک لیکر اپنے دانتوں سے نرم کی اور خدمت اقدس میں پیش کی جو آپ نے بالکل تندرستوں کی طرح جی کھول کر مسواک کی، یہاں سے مسواک کرنے کی بہت خوبی پائی جاتی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات کے وقت بھی مسواک فرمائی یہ آنحضرت کی آخری سُنّت ہے، اور حدیثوں میں بھی مسواک کرنے کی بہت تاکید ہے، یہانتک آیا ہے کہ ایک رکعت نماز با مسواک ستّر رکعت نماز بے مسواک کے برابر ہے، (رواہ الطبرانی)

مُلا علی قاری رحمتہ اللہ علیہ نے حسب تجربۂ مشائخ یہ بات نقل کی ہے کہ جو شخص مسواک کا التزام کریگا امید قوی ہے کہ مرتے وقت اُسکی زبان پر کلمۂ شہادت جاری ہوگا، لہذا عموماً ہر نماز خصوصاً ہر صبح کی نماز کے وضو میں پیلو یا کسی نرم لکڑی کی مسواک کرنا سُنّت رسول صلعم ہے، لہٰذا ہر مسلمان مرد و عورت، بچہ و بوڑھا سب کے سب عیدِ میلاد کی جشن کے یادگار میں سُنّت کی پیروی کا بھی ضرور عہد و التزام کرے، ۵

بلغ اللہ صلوٰتی وسلامی ابدا لنبی عربی مدنی ہاشمی

یعنی جو لوگ نماز کو فوت کرتے ہیں تنگ وقت میں یا دکھلانے کو پڑھتے ہیں تو انکے لئے ویل کے عذاب کی سختی ہے ، بہتیرے تو نماز پڑھتے ہیں مگر اس طرح کہ نہ تو ان کا قیام ہی ٹھیک ہوتا ہے اور نہ سجدہ و رکوع با اطمینان ادا ہوتا ہے گویا ایسے پڑھتے ہیں جیسے مرغی دانہ چگتی ہے ، چنانچہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے لا صلوٰۃ الا بحضور القلب یعنی جس نے دل سے نماز نہیں پڑھی اس کی نماز نماز نہیں بلکہ ایسے نمازیوں پر تو زمین تک بھی لعنت بھیجتی ہے ، **نماز** تو ایسی بزرگ عبادت ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام دمِ قتل بھی نہ بھولے اور اس کا ترک کرنا اچھا نہ سمجھا ، اور کس ذوق و شوق سے نماز کی حالت میں سر کو راہ خدا میں نثار کیا ، لکھا ہوا ہے کہ جب بے **نمازی** دوزخ میں پڑینگے اسوقت کافر طعنہ زن ہوں گے کہ **کیوں بھائی** ؟ ہم تو کافر تھے اس سبب سے دوزخ میں پڑے تو بجا اور درست ہے ، تم تو مسلمان تھے پھر کیا وجہ جو تم بھی ہمارے ساتھ دوزخ میں پڑے ہو ، اسوقت بے نمازی نہایت شرمندہ ہو کر کہیں گے لم نک من المصلین یعنی ہم نماز نہیں پڑھتے تھے چنانچہ حضرت عبداللہ بن شقیق نے فرمایا ہے کہ آنحضرت صلعم کے صحابہ بجز نماز کسی اور نیکی کا چھوڑنا کفر نہیں سمجھتے تھے ،

نقل ہے کہ ایک کاشتکار جمعہ کے دن کنوین سے اپنے حصّہ کا پانی کھیت کے واسطے لیتا تھا اور اس کے لئے پانی لینے کا وہی دن مقرر تھا اتفاق سے اسی روز اس کا اونٹ بھی گم ہو گیا ، اب متردد ہوا کہ اگر اونٹ کی تلاش کرتا ہوں تو پانی اور جمعہ ہاتھ نہیں آتا ہے اگر پانی سینچتا ہوں تو نماز جمعہ اور اونٹ کا پتہ نہیں چلتا ، اور اگر نماز جمعہ کیواسطے جاتا ہوں تو اونٹ اور پانی کا نشان نہیں ملیگا دل میں غور کیا کہ اونٹ اور پانی کا نہ ملنا نقصانِ دنیا ہے فانی ہے اور نماز کا چھوڑنا خسرانِ عقبیٰ باقی ہے ، فانی کے واسطے ہمیشگی کا نقصان اٹھانا بیوقوفی ہے پس نماز کو چلا آیا ، واپس آکر کیا دیکھتا ہے کہ کھیت پانی سے شاداب ہے اونٹ کھیت کے کنارے پر کھڑا ہے ، جو بحکم خدا ابر کا ایک ٹکڑا اس کے کھیت کو سرسبز کر گیا اور اونٹ خود بخود حاضر ہو گیا ، تو اے **مسلمانو** ! تمھیں چاہئے کہ افعال بد سے توبہ کرو ، دل سے نماز پڑھو ، تاکہ دوزخ سے نجات اور بہشت میں جانے کی راہ ہو ،

مارا لعیں نے آپ کو خنجر نماز میں
لیکن دھرا رہا سرِ حیدر نماز میں

تھا لطف زندگی سے بھی بہتر نماز میں
شبیر نے جو نذر کیا سر نماز میں

مارے گئے خدا کے ثناگر نماز میں

اقیموا الصلوٰۃ ولا تکونوا من المشرکین یعنی نماز پڑھو اور مشرک نہ بنو، دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے کہ حافظوا علی الصلوات یعنی نمازوں کی محافظت کرو جس طرح خداوند تعالیٰ نے آگ پانی ہوا اور مٹی سے جان کے لئے قالب کو بنایا اگر ان میں سے ایک میں بھی کچھ قصور ہوا تو زندگی محال ہے، ایسے ہی ایمان کیلئے چار چیزیں یعنی نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، مقرر ہیں اگر ان میں سے ایک میں بھی قصور ہوا تو نجات دشوار ہے، لہٰذا جس طرح آدمی اپنے جسمانی حفاظت میں مصروف رہکر جان کو عزیز رکھتا ہے اور ذرا سی علالت میں حکیموں کے پاس دوڑتا ہے دعا تعویذ کراتا ہے ایسے ہی اس کو اپنے ایمان کی حفاظت میں بھی رات دن مستعد رہنا چاہئے کیونکہ یہ بھی تو ہے کہ جبتک ایمان اور اعتقاد صحیح نہیں ہوتا کوئی عبادت قبول نہیں ہوتی۔ خوب یاد رکھو کہ قیامت کے دن بموجب حدیث شریف ہر ایک سے سب سے پہلے نماز کا سوال ہوگا ؎

روز محشر کہ جانگداز بود　　　اولیں پرسش نماز بود

گو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی عنایت گنہگاروں پر بہت زیادہ ہے لیکن تاکید نماز بھی کسی طرح کم نہیں، نماز ہی ایک ایسی چیز ہے جو دنیا میں آبرو اور عقبیٰ میں سرخروئی دلا سکتی ہے، حدیث شریف میں آیا ہے کہ من ترک الصلوٰۃ متعمدا فقد کفر یعنی جس نے نماز جان بوجھ کر ترک کی بیشک وہ کافر ہوگیا، لیکن علماء نے اسمیں اختلاف کیا ہے، بعضوں نے کہا ہے وہ کافر ہوگیا بعضوں نے کہا کہ کفر کے قریب پہنچا، چنانچہ حضرت امام احمد حنبلؒ قصداً تارک الصلوٰۃ کو کافر جانتے ہیں، حضرت شافعیؒ اس کے قتل کا حکم دیتے ہیں اور حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ جبتک توبہ نہ کرے اور نماز نہ پڑھے اس کو قید میں رکھنا واجب ہے کسی نے اس کے ساتھ کھانے پینے کو کسی نے اس کے جنازہ کی نماز پڑھنے کو منع کیا ہے، جو لوگ نماز سے بیخبر ہیں یا اسمیں تکاہل و تساہل کرتے ہیں، نماز کو شمار میں نہیں لاتے یا بہتیرے پڑھنے والے نماز میں امور ضروریہ کی رعایت نہیں کرتے بالخصوص رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونے اور دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنے کو اکثر ترک کرتے ہیں یا بہت مختصر کر دیتے ہیں تو ایسی نماز کا عدم و وجود قریب قریب برابر ہو جاتا ہے یا فقط لوگوں کے دکھلانے یا اس امید پر کہ لوگ ہماری تعریف کریں پڑھتے ہیں، تو **خبردار ہو جاؤ** اور **یاد رکھو**! کہ ایسے لوگ دوزخ میں ایک کنواں ہے جس کا نام **ویل** ہے اسمیں ڈھکیلے جائیں گے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فویل للمصلین الذین ھم عن صلاتھم ساھون الذین ھم یراءون

حدیثِ مصطفوی دیکھ لو نماز پڑھو

نمازیوں ہی کی خاطر ہے خلد کا گلزار
نمازیوں ہی کی خاطر ہے جنّت وانہار

نمازیوں ہی کی خاطر ہیں خلد کے اثمار
نمازیوں ہی کی خاطر خدا کا ہے دیدار

پڑھو نماز خدا سے ملو نماز پڑھو،

جو بے نماز ہے صحبت سے اُسکی دور رہو
کہیں کچھ اُسکی نحوست نہ گھیر لے تم کو

قضا نماز نہ ہونے دو ہرگز اے یارو!
کہ کارِ مال کو آئندہ پر نہ تم رکھو

سخن کو مان لو اظہر چلو نماز پڑھو

ولہ

با طہارت تم پڑھو اے مسلمو گھر گھر نماز
ہے عروسِ دینِ ایماں کیلئے زیور نماز

رات دن پڑھتے تھے یارو شافعِ محشر نماز
چاہیئے تم کو بھی پڑھنا مستعد ہو کر نماز

ہے اگر دعویٰ مسلمانی کا تمکو مسلمو!
اہل ایماں کردو ثابت اپنے کو پڑھکر نماز

پنجگانے میں تغافل غافلو اچھا نہیں
پہلے پوچھی جائیگی تم سے دمِ محشر نماز

اس سے بڑھکر خلق میں ہرگز نہیں ہے کوئی شے
سب سے اعلیٰ سب سے افضل سب سے ہی بہتر نماز

کان میں آتی ہے جب اللہ اکبر کی صدا
مومنوں کے دل کو بس کر دیتی ہے مضطر نماز

ظلمت اندوہ سے تمکو بچائیگی ضرور
مشعل ایماں بنے گی قبر کے اندر نماز

پنجگانہ کر ادا دل سے خدا کے سامنے
بخشوائیگی تجھے محشر میں اے اظہر نماز

موت

روایت ہے کہ جب انسان کی جان تن خاکی سے نکل کر ملک عدم کی طرف سفر کرتی ہے تو اسوقت اُس شخص کی عجیب حالت ہوتی ہے، وہ اپنے تئیں ایک نہایت بیکس و ناچار جانتا ہے، اور افسوس پر افسوس کرتا ہے، جب لوگ مُردے کو قبرستان میں دفن کر کے چلے آتے ہیں تو اُسوقت دو فرشتے مُنکِر و نکِیر جن کی صورتیں ہیبتناک ہوتی ہیں اندھیری قبر میں نمایاں ہوتے ہیں اور مردے کو اٹھا کر سوال کرتے ہیں،

خاصوں کی بندگی میں یہ حاصل حضور تھا
رہتا نہ تھا خیالِ سر و پا انھیں ذرا
کیا حال میں رقم کروں انکی نماز کا
سجّاد کو خبر نہ ہوئی گھر جلا دیا
یوں محو حق تھے آلِ پیمبر نماز میں

جب تیر پاؤں میں تھا لگا بو تراب کے
دشوار تھا نکالنا از بسکہ درد سے
مولیٰ تھے جبکہ سجدۂ مولیٰ میں سر بقصر
اسوقت میں نکالا حکیموں نے کھینچ کے
تھے محو دل سے حیدرِ صفدر نماز میں

بندہ امینِ حق ہے ودیعت نماز ہے
بہتر عبادتوں میں عبادت نماز ہے
بہرِ عُصاتِ موجبِ رحمت نماز ہے
مفتاحِ گنج خلوت و جلوت نماز ہے
پاتے ہیں سر کو رکھتے ہیں جب سر نماز میں

کہتے ہیں بو ہریرہ کہ پیغمبرِ زماں
فرمایا ہر صباح ۔ ملائک بر آسماں
خالق سے عرض کرتے ہیں اعمالِ بندگاں
ہے آرزو کہ ہوں مرے اعمال یوں بیاں
چھوڑا رسول نے تنِ اطہر نماز میں

ولہ

اذاں سحر کی ہوئی مومنو نماز پڑھو
گذاری خواب میں شب اب اٹھو نماز پڑھو
جبیں کو سجدۂ حق میں رکھو نماز پڑھو
چراغ قبر میں روشن کرو نماز پڑھو
رہو بہشت میں دائم چلو نماز پڑھو

نبی سے یاروں نے اُمّت کا جب نشاں پوچھا
تو آپ نے وہیں عزّ المحجلیں کہا
نشان دینگے وضو کا تمہارے سب اعضا
بروز حشر یہ پہچان کا سبب ہوگا
تو بس ہمیشہ وضو سے رہو نماز پڑھو

طریق اہل دل و کسب اہل راز نماز
ہمیں روا سم خلوت سرائے ناز نماز
ہے سالکان طریقت کا برگ ساز نماز
ہے خلق خلق کا مقصود کیا ہے نماز نماز

اِس وقت تم بنا ہوا دیکھ رہے ہو جسمیں دنیا کا ہر فرد بشر مبتلا ہے بالکل بگڑ جائیگا، خیال کرو وہ کیسا ڈراؤنا دِن ہوگا، نہ باپ بیٹے کا ساتھی نہ بیٹا ماں کا ہمدرد نہ بھائی بھائی کا مددگار، غرض کوئی کسی کا مونس و غمخوار نہ ہوگا، سب کے دل خوف و ہراس سے لرزاں ہوں گے، بڑے بڑے نبی اور پیغمبر بھی اُس دِن خدا کے جلال اور غضب کی تاب نہ لائینگے بلکہ نفسی نفسی پکارینگے، چنانچہ اس کی وعید قرآن مجید میں بھی آئی ہے یاایّھا النّاس اتقوا ربّکم انّ زلزلۃ السّاعۃ شیٔ عظیم، یوم ترونھا الخ اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرتے رہو بیشک قیامت کا زلزلہ بڑی چیز ہے اور خدا کا عذاب بھی نہایت سخت ہے اللہ تعالیٰ اس دِن کسی کی منّت وزاری پر خیال نہ کریگا نہ وہاں کسیکو کہیں چھپنے کی جگہ اور نہ بھاگ جانیکی قدرت ہوگی کہ کسی طرح اپنی جان بچاکر عذاب سے نجات پائے، تو اے مسلمانو! اگر اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہنے پر ایمان رکھتے ہو تو قیامت کے عذاب سے ڈرو، اپنی عمر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں کاٹو، رسول صلعم کی پیروی میں مشغول رہو، دُنیا کی اُلفت و محبّت چھوڑ دو، سود بیاج، غیبت، شہوتِ بیجا، اور رشوت کے کاموں سے دور بھاگو، سرکشی و ناانصافی سے الگ رہو ایذا رسانی اور دروغ گوئی سے دست بردار ہو، اُس مُنتقمِ حقیقی کے عدل پر خیال رکھو، اُس کی قہّاری اور جبّاری کے غضب سے بچو،

بتائیں کیا کہ مرے پر ہمارا حال کیا ہوگا
اکیلے قبر میں ہونگے نہ کوئی آشنا ہوگا

دلِ مضطر نہ کیوں تھرّائے ہر دم خوفِ عصیاں سے
خدا جانے کہ روزِ حشر اس کا حشر کیا ہوگا

یہاں جو دل میں آئے کیجیے پرساں نہیں کوئی
مگر معلوم ہو جائیگا جب محشر بپا ہوگا

عزیز و آشنا اس روز ہو جائیں گے بیگانے
تماشا قابلِ عبرت سنا ہے حشر کا ہوگا

خدا کے حکم کی پروا نہ شکرِ سُنّتِ حضرت
عزیزو ہم سے بڑھکر کون دنیا میں بُرا ہوگا

قیامت کی عدالت کا مجھے دن رات کھٹکا ہے
نہیں معلوم میرے واسطے کیا فیصلہ ہوگا

خدا کے سامنے اے مُنکرو ہوگے پشیماں تم
نبی کے دوستوں کا حشر میں رُتبہ بڑا ہوگا

خدائے پاک کی وحدت میں جس کافر کو کچھ شک ہے
وہ مقہورِ خدا ہوگا وہ غم میں مبتلا ہوگا

زمیں تانبے کی ہوگی آفتاب آ جائیگا سر پر
معاذ اللہ، کس سختی کا دن روزِ جزا ہوگا

تیرا دین کیا ہے ؟ تیرا رب اور پیغمبر کون ہے؟ جو مُردہ نیکوکار ہوگا وہ تو صحیح صحیح جواب دے دیگا، پس فرشتے اُسکی قبر میں جنت کا دروازہ کھول دینگے جس سے قبر نہایت روشن اور منور ہوجائیگی، لیکن جو شخص دنیا سے بدکردار گیا وہ فرشتوں کے سوال سے گھبرائیگا اور لرز کر کہیگا کہ تم ہی میرے دین میرے رب میرے پیغمبر ہو، تب وہ فرشتے اُسکی خوب خبر لینگے، اور قبر میں دوزخ کا دروازہ کھول دینگے جو طرح طرح کی سزائیں اُسکو بھگتنی پڑینگی، تو اے مومنو! جو صبح کا بھولا شام کو آجائے تو اُس کو بھولا نہیں کہتے، لہٰذا اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی چاہو صدق دل سے جلد توبہ کرو، کیونکہ حدیث شریف میں یہ بھی آیا ہے کہ گناہوں کی زیادتی سے دل کی سیاہی بڑھتے بڑھتے توبہ کی توفیق کم بلکہ مفقود ہوجاتی ہے، رواہ الترمذی وابن ماجہ

جاں کنی کے صدمے سے ہو رستگاری وقت نزع	اے خدا لب پر ہو تیرا نام جاری وقت نزع
داستانِ خُم افلاطوں سے ظاہر ہوگیا	کچھ نہیں کام آتی کوئی ہوشیاری وقت نزع
شدتِ ایذا میں اسبابِ طرب ہوتے ہیں سم	تُو سے کم ہرگز نہیں بادِ بہاری وقت نزع
رنج دیتا ہے خیالِ فرقتِ مال و منال	کچھ نہیں بن پڑتی ہے جز آہ و زاری وقت نزع
درپئے آزار ہوجائیں گے افعالِ قبیح	دل دکھائیگی مری غفلت شعاری وقت نزع
ذکر تیرا ہے دوا ہر درد کی اے کردگار	میں نہ بھولوں تجھکو جب ہو بیقراری وقت نزع
خاتمہ بالخیر اپنا ہو یہ ہے ہم کو امید	ہو اگر سالک معاون فضل باری وقت نزع

قیامت

روایت ہے کہ قیامت کا دن نہایت سخت ہوگا اُس سے بڑھکر سختی کا کوئی روز نہ ہوگا اُس دن اللہ تعالےٰ تخت عدالت پر بیٹھے گا اور اُس کے تمام بندے جو آدم علیہ السّلام سے لیکر قیامت تک پیدا ہوے اور مرے وہ سب حساب کے لیئے اس جلال بھرے دربار میں کھڑے ہوں گے، اعمال کی گٹھریاں سروں پر ہوں گی گناہوں کے بوجھ سے گردن جھکی جائیگی، سورج سوا بانس پر آجائیگا، زمین آفتاب کی گرمی سے تانبے کی طرح ہوجائیگی اور عرق بقدر اعمال لوگوں کے بدن پر ہوگا، کسی کے ٹخنوں تک کسیکے زانوں تک، اور کسی کے زیادہ، مگر کافروں کے منہ تک بطور لگام ہوجائیگا، آسمان روئی کے گالوں کی طرح اِدھر اُدھر اڑتے پھریں گے، غرض سارا کھیل جو

حمد

احسان و لطف سب پر ہے اے غفور تیرا
گُن گا رہا ہے ہر دم ہر ذی شعور تیرا

حیرت نما جہاں میں ہر شے کو دیکھتا ہوں
بیچوں بنا رہا ہے رنگ ظہور تیرا

وہ کون شے ہے جسمیں اس کی جھلک نہیں ہے
سوجھے نہ تجھکو اے دل تو ہے قصور تیرا

میں چشم دل سے تجھکو دل ہی میں دیکھتا ہوں
کعبہ نہ تیری منزل گھر ہے نہ طور تیرا

شمس و قمر بنا کر روشن کیا جہاں کو
پھیلا ہوا ہے یا رب ہر سمت نور تیرا

تیرے حبیب کا جو کبھرتا ہے دم جہاں میں
دیکھے گا حشر میں وہ جلوہ ضرور تیرا

اطہر سمجھ کے پی لے مستی میں جام عرفاں
جس سے نہ تا قیامت کم ہو سرور تیرا

نعتیہ غزلیں

نہ ہوں میں خلد کا طالب نہ خواہاں حور جنت کا
الٰہی ہو میسر حشر میں دیدار حضرت کا

ہزاروں انبیا گذرے ہیں یوں تو خلق میں لیکن
محمد ہی کے سر سہرا ہے اُمت کی شفاعت کا

ہوئے جب آپ ختم الانبیا تو دست قدرت نے
دبا اُنگشت مُبارک پر نشاں مُہر نبوت کا

رسول کبریا ہیں آپ محبوب خدا بھی ہیں
وہ کافر ہے جو منکر ہے محمد کی رسالت کا

مہ نو رہے کیا تشبیہ دوں کیا اسمیں رکھا ہے
شرف خورشید پر رکھتا ہے داغ عشق حضرت کا

ہوا ہے عرش کو فخر اِن کے نعلین مبارک سے
تعالی اللہ کیا کہنا ہے اُنکی شان و شوکت کا

بگولہ بن کے اُڑ جائے تنِ خاکی مدینے کو
بہت مُشتاق ہوں یا رب میں حضرت کی زیارت کا

جو ہوگا موجزن دریا گناہوں کا قیامت میں
تو ہوگا بیگماں وہ ناخدا کشتیِ اُمت کا

تمنا ہے یہی اطہر کی تجھسے رات دن یا رب
کہ وقتِ مرگ جاری لب پہ ہو کلمہ شہادت کا

زمیں پر گاہ بام عرش پر جلوہ نما تم ہو
سراپا مظہر نورِ خدا یا مصطفےٰ تم ہو

شہِ کونین تم ہو اور فخر انبیا تم ہو
خدا عاشق ہے تم پر اور محبوبِ خدا تم ہو

قیامت میں تو اترائیں گے زاہد زہد و تقوی پر
گنہگاروں کے حامی اے حبیبِ کبریا تم ہو

غریبوں کے تمھیں مُونس یتیموں کے تمھیں والی
کسی کی آرزوئے دل کسی کا مدعا تم ہو

ہوئی اُمید بخشایش یہ تسکینِ دل مضطر
سُنا ہے میں نے جب سے شافعِ روزِ جزا تم ہو

رسول اللہ میری لاج رکھ لیں گے قیامت میں
مرا اعمال نامہ پیش جب پیش خدا ہوگا

کوئی غمخوار اے اطہر نہ ہوگا حشر میں ہرگز
اگر ہوگا تو محبوب خدا اے دوسرا ہوگا

مناجات

منفعل فعلوں سے ہیں سرکار ہم
کس طرح ہوں حاضر دربار ہم

دور منزل راستہ ہے جاں گداز
ہیں لئے سر پر گنہ کا بار ہم

تیری رحمت ہو جو رہبر اے خدا
پھر تو بے کھٹکے ہوں پل سے پار ہم

خوف پاداش گنہ سے ہو گئے
خار کی صورت نحیف و زار ہم

نفس امّارہ کے ہاتھوں دھر میں
ہیں نہایت ہی ذلیل و خوار ہم

پاس کچھ بھی توشۂ عقبیٰ نہیں
اسقدر ہیں بیکس و ناچار ہم

ہوگیا لبریز جب جام حیات
خواب غفلت سے ہوئے بیدار ہم

تو اگر چاہے تو غم سے ہو نجات
رحم کے قابل ہیں اے غفّار ہم

مونس و غمخوار تجھ سا کون ہے
حال دل جس سے کریں اظہار ہم

حشر میں نکلے ہماری آرزو
اے خدا ہیں طالب دیدار ہم

ہمکو وہ جام مئے وحدت پلا
ساقیا ہر دم رہیں سرشار ہم

ہوں عمل اچھے نصیحت پُر اثر
ہوں شریک زاہد و ابرار ہم

وقف ہیں ساری بلاؤں کے لئے
اس طرح ہیں مورد ادبار ہم

عفو کا نسخہ لکھ اے مشفق طبیب
بستر عصیاں پہ ہیں بیمار ہم

دو نہ ہر دھمکیاں اے واعظو !
ہیں غلام احمد مختار ہم

دل میں یاد حق ہو لب پر نام حق
ایسے میں دیں اپنی جان زار ہم

آیۂ لا تقنطوا پر ہے نظر
گرچہ اے اطہر ہیں بدکردار ہم

میری آنکھیں مجھ سے یہ کہتی ہیں اے اطہر مدام
کچھ نہ دیکھا ہمنے گر روضہ نہ دیکھا آپ کا

ہے ضیا بخشِ زمانے میں ضیائے احمد
مہ و خورشید ہیں نقشِ کفِ پائے احمد

آپ پہنچے شبِ معراج فلک پر جسدم
غل فرشتوں میں ہوا دیکھو وہ آئے احمد

کیوں نہ ممنونِ مقدر ہوں کہ اُنکا ہوں غلام
فوقیت شاہوں پہ رکھتے ہیں گدائے احمد

بزم میلاد ہے آراستہ عشاق ہیں جمع
سب یہ سامان تجمل ہے برائے احمد

جو ہے فرمان خدا ہے وہی فرمان اُن کا
جو خدا کی ہے رضا ہے وہ رضائے احمد

ایک ساعت بھی نہ بھولے سے نبی کو بھولو
دل میں ہر لحظہ رہے حبِّ ولائے احمد

داد میں حشر میں اللہ سے لوں گا اطہر
اُس کو پڑھ پڑھ کے سناؤنگا ثنائے احمد

مدت سے ہوں میں محوِ خیالِ شہِ لولاک
دکھلا دے خدا جلد جمالِ شہِ لولاک

اک آن میں آئے وہ پلٹ عرش پہ جاکر
کیونکر ہو بیاں مجھ سے کمالِ شہِ لولاک

کوئی نہوا اور نہ ہوگا کبھی تا حشر
اُمت کا بہی خواہ مثالِ شہِ لولاک

قربان تھے اللہ کے فرمانپہ شب و روز
یہ عشق الٰہی میں تھا حالِ شہِ لولاک

ہو خاتمہ اصحاب پیمبر کی ولا میں
ہر وقت رہے اُلفتِ آلِ شہِ لولاک

اِک نام تھا معراج کا واللہ وگرنہ
منظور تھا خالق کو وصالِ شہِ لولاک

ہے ردِّ بلا کے لئے یہ خوب وظیفہ
اطہر ہے مرے دل میں خیالِ شہِ لولاک

بیدار کیا طالعِ خفتہ کو خدا نے
دیدار دکھایا مجھے سلطانِ ہدیٰ نے

لو کر دیا پُر آج مرا کاسۂ اُمید
حضرت کی عنایت نے سخاوت نے عطا نے

کیا کیا شبِ معراج کیا شاد دمِ وصل
خالق کو محمد نے محمد کو خدا نے

عاصی جو چلے جانبِ دوزخ سرِ محشر
حضرت کی شفاعت بھی چلی ساتھ چھڑانے

تاریکیٔ ایماں نہ رکھا نام کو باقی
آفاق میں خورشید رسالت کی ضیا نے

عالم میں کیا ہے مجھے مدّاحِ خلائق
اوصافِ جنابِ شہِ لولاک لما نے

اطہر چمنِ نعت میں رکھا ہے شگفتہ
گلدستۂ منشورِ شفاعت کو خدا نے

توجہ ہو اگر مجھپر تو بیشک میں شفا پاؤں
مریضِ معصیت کی یا رسولِ حق دوا تم ہو

ہو اطہر کیوں نہ نازاں خوبیٔ تقدیر پر اپنی
وہ پیرو ہے تمھارا، اور اُسکے پیشوا تم ہو

سمجھیگا کیا بشر کوئی عزّت رسول کی
اللہ جانتا ہے حقیقت رسول کی

آئیگی کام حشر میں اُلفت رسول کی
دلوائیگی نجات شفاعت رسول کی

شکرِ خدا کہ سر میں ہے سودا رسول کا
دلمیں بھری ہوئی ہے محبّت رسول کی

اُمّت جو مبتلا ہے گناہوں میں راتدن
مشہور ہے جہان میں شفقت رسول کی

واعظ خبر نہیں تجھے بخشائینگے وہی
دوزخ سے کیوں ڈرے کوئی اُمت رسول کی

پہنچا دے سرزمیں مدینہ میں سر کے بل
دکھلا دے اے خدا مجھے تربت رسول کی

دلمیں ہے انکی دید کا اطہر کمال شوق
دیکھوں نصیب کب ہو زیارت رسول کی

ثنا خوانِ شہِ لولاک جب خلاق اکبر ہو
تو نعت انکی بتا ایدل رقم بندے سے کیونکر ہو

قیامت میں نہ غالب آئی مجھپر تشنگی ہرگز
عنایت جامِ اُلفت کوئی اے ساقیٔ کوثر ہو

تو خواہاں حور جنت کا میں شیدائے نبی ٹھہرا
نصیحت کارگر کس طرح زاہد تیری مجھپر ہو

اگر دل نعرہ زن ہو صدمۂ دردِ جدائی سے
تو ہر سو عالمِ فانی میں برپا شورِ محشر ہو

مسیحا کی مسیحائی سے اس کو کچھ نہیں مطلب
مریضِ عشق تم پر جان اگر دیدے تو بہتر ہو

مدینے میں پہنچکر جان نکلے انکے روضہ پر
اگر تقدیر یاور ہو، اگر رہبر مقدر ہو

بتوں کی آشنائی سے تمھیں مطلب ہی کیا اطہر
کہ تم تو عاشقِ حق اور شیدائے پیمبر ہو

مرتبہ کون و مکاں میں ہے دوبالا آپ کا
کیا زمیں کیا آسماں یہ سب ہی صدقہ آپ کا

عاشقِ اللہ ہے وہ ہے شیدا آپ کا
مظہرِ نورِ خدا ہے روئے زیبا آپ کا

کیا نظر آتا کسی انساں کو سایہ آپ کا
نور ہی نور اے شہِ دیں تھا سراپا آپ کا

اسقدر ہو چشمِ دل کو میرے بینائی عطا
جس طرف دیکھوں نظر آجائے جلوا آپ کا

ایک انگلی کے اشارے سے کیا شق القمر
اے رسولِ حق یہ تھا اعجازِ ادنیٰ آپ کا

ہو گئی فوراً خطائے حضرتِ آدم معاف
جب وسیلہ لائے پیشِ حقتعالیٰ آپ کا

جبیں سائی کیا کرتے تھے قدسی جنکی چوکھٹ کی
مجھے بھی خالقِ اکبر اُسی در کا گدا کردے

تعجب کیا جو ذرّہ غیرتِ خورشید ہوجائے
اگر اُس پر نگاہِ لطف وہ شمس الضحیٰ کردے

ترا ہی ذکر لب پر ہو تری ہی یاد دل میں ہو
مرے دل سے جدا یارب خیالِ ماسوا کردے

شرابِ عشقِ احمد کی ہے ساقی تشنگی مجھکو
خدا کے واسطے یک جرعہ مجھکو تو عطا کردے

دعا ہے اطہرِ عاصی کی یارب ہر گھڑی تجھسے
طفیلِ سرورِ دیں عفو تو میری خطا کردے

اشرف و علی نہوں کیوں دوستانِ مصطفےٰ
دوستانِ کبریا ہیں عاشقانِ مصطفےٰ

کوئی سمجھے بھی تو کیا سمجھے کوئی جانے تو کیا
کون ہے جز حقتعالیٰ رازدانِ مصطفےٰ

جو کہا مطلوب نے منظور طالب نے کیا
کب پسند آئی خدا کو کسر شانِ مصطفےٰ

گر مقدر نے ہمیں طیبہ میں پہنچایا کبھی
پھر ہمارا ہوگا سر اور آستانِ مصطفےٰ

اس کا کھُلنا تھا کہ اسرارِ نہاں بھی کھُل گیا
کیا کلیدِ گنجِ پنہاں تھی زبانِ مصطفےٰ

اسکے خوانِ بخشش و فیض و عطا و جود پر
میہمانِ حق ہیں گویا میہمانِ مصطفےٰ

حشر میں انعام اس کا ہاتھ آئے گا ضرور
ہون تہِ دل سے جو اطہر مدح خوانِ مصطفےٰ

ابرِ کرم یمِ سخا، سرورِ جملہ انبیا
یعنی عزیزِ کبریا سرورِ جملہ انبیا

عشق نہاں ہے بیگمان قلبِ حزیں میں آ چکا
کیسے کہوں نہ برملا سرورِ جملہ انبیا

کبتلک اٹھاؤ رنج و الم کبتلک اسیرِ غم رہوں
مجھ پہ کرم ہو اک ذرا سرورِ جملہ انبیا

آپ ہیں یارِ بیکساں مونس و مصلحِ جہاں
دل روئے دردِ جانگزا سرورِ جملہ انبیا

فکرِ عذابِ حشر سے
کس لئے ہو حزیں حیا

مدح سرا ہی آپ کا
سرورِ جملہ انبیا

دلوں میں جس کا گھر بن جائے دلبر ہو تو ایسا ہو
اثر کچھ حسنِ دلکش کا جو دل پر ہو تو ایسا ہو

لئے جاتا ہے ہر دم سوئے کعبہ شوق دل مجھکو
کسی کا راہِ الفت میں جو رہبر ہو تو ایسا ہو

جھکایا اس آگے سر فرشتوں نے سماجت سے
بشر کا مرتبہ اَللّٰہُ اَکبر ہو تو ایسا ہو

نشاطِ وصل میں بھی وہ نہ بھولا عرش پر ہمکو
جو حامی ہو تو ایسا ہو جو یاور ہو تو ایسا ہو

مشامِ جانِ عالم اس کی خوشبو سے معطّر ہے
کسی کا گیسوئے پیچاں معنبر ہو تو ایسا ہو

خدایا جلد دکھلا دے بہارِ کوچۂ احمد
تمنا ہے پہنچکر ہوں نثار کوچۂ احمد

کروں گلگشت گلزار مدینہ کی تمنا ہے
ان آنکھوں کو نظر آئے بہار کوچۂ احمد

رسول کبریا کا خاص مسکن جب یہاں پر ہے
نہ کس طرح رضواں پھر نثار کوچۂ احمد

بہت ہی شوق دیدِ روضۂ حضرت میں دل مضطر
نظر آئے الٰہی اب حصار کوچۂ احمد

کہوں کیا حال اُن کا واعظو تم سے کہ ہوں دل سے
فدائے کوچۂ احمد نثار کوچۂ احمد

بہارِ گلشن جنت نہ آئے یاد رضواں کو
اگر اس کو نظر آئے بہار کوچۂ احمد

ادب کرتے ہیں اُن کا عرش پر ہیں جتنے قدسی
ہیں اطہر وہ مطہر خاکسار کوچۂ احمد

خدا کے بعد جو کہئے وہ ہے رتبہ محمد کا
کہاں پیغمبروں میں ہے کوئی ہمتا محمد کا

نہ کیوں ہر شخص جان و دل سے ہو شیدا محمد کا
کہ اونچا سب سے ہر عالم میں ہے درجہ محمد کا

دو عالم جو ہوئے پیدا یہ ہے صدقہ محمد کا

سرائے دہر میں اس زندگی کا کیا بھروسہ ہے
عدم کا ایکدن آخر سفر ہر اک کو کرنا ہے

دم اپنا یادِ حضرت میں نکلجائے تو اچھا ہے
یہی اے خالقِ عالم مرے دل کی تمنا ہے

دمِ آخر رہے لب پر مرے کلمہ محمد کا

میں دیوانہ نہیں جو باغ جنت کی تمنا ہو
یہی ارمان ہے اے خالقِ کونین پورا ہو

اٹھے اس ہند سے بستر طرف طیبہ کے جانا ہو
نہ کیوں کر بلبلِ دل اپنا مفتوں اور شیدا ہو

مثالِ گلشن فردوس ہے کوچہ محمد کا

وہ کیسے لوگ ہیں جو ہیں نہ حق شہ کے ثنا خواں کو
گرا دیتے ہیں اپنے مذہب و ایماں کے ایواں کو

نہیں کرتے تصدق مال و دولت دین و ایماں کو
مقام افسوس کا ہے گر محبت ہو نہ انساں کو

خداوند دو عالم آپ ہے شیدا محمد کا

کسی کی شکل پر میں شیفتہ ہوں اور نہ قرباں ہوں
نہ ہرگز میں اسیرِ دامِ گیسو سے پریشاں ہوں

سخن گو ہوں نہ شاعر ہوں نہ اے اطہر سخنداں ہوں
ثنا خواں ہوں ثنا خواں ہوں ثنا خواں ہوں ثنا خواں ہوں

محمد کا محمد کا محمد کا محمد کا

الٰہی میرے دلکو محوِ عشقِ مصطفےٰ کر دے
مرے سینے کو تو گنجینۂ سرِ خدا کر دے

وہی فرہاد و مجنوں ہے وہی ہے عاشقِ کامل
جو سودائی تری الفت میں سر اپنا فدا کر دے

تقریظ و قطعات تاریخ طبع تذکرۂ پاک معروف بہ میلاد اطہر

مصنف رسالہ ہذا

[illegible]	ہوئی جب کہ کتاب پاک تیار [illegible]
[illegible] اطہر	[illegible]

عالیجناب مولانا حاجی حافظ قاری [illegible] محمد اسمٰعیل صاحب [illegible] مدرسہ عالیہ کلکتہ

حامداً و مصلیاً اما بعد میں نے تذکرہ پاک صاحب لولاک کو مطالعہ کر کے دیدۂ ظاہری و باطنی کو [illegible] واقعی میلاد اطہر [illegible] ہر اعلیٰ و ادنیٰ کا رفیق و شفیق ہے زبان اس کی [illegible] الفاظ [illegible] دل آویز [illegible] واقعی یہ رسالہ [illegible] مستحق ہے [illegible] بشرطیکہ شرائط مذکورہ فی الرسالہ کی رعایت کی جاوے [illegible] انہوں نے نہایت خوش اسلوبی سے یہ رسالہ لکھا ہے [illegible] مشکور ہوں [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] کو مقبول فرما کر دو جہان میں انکو جزائے خیر عطا فرمائے آمین

[illegible] والصلوٰۃ علی رسولہ [illegible] العالمین

جناب [illegible] خان صاحب [illegible] پھلواری [illegible] اسسٹنٹ ماسٹر [illegible] اسکول کلکتہ

ہے پسند خاطر ارباب فن	[illegible] اطہر [illegible]
[illegible] چراغ انجمن	[illegible]

عالیجناب [illegible] انصاری [illegible] مدرسہ عالیہ کلکتہ

اس کو شہرت [illegible]	عمدہ [illegible] رسالہ اطہر [illegible]
[illegible]	[illegible]
ہو مبارک [illegible]	[illegible]
[illegible] نہ کوئی عدیل	[illegible] رسالہ [illegible]

صبا کے ہاتھ اس نے بھیجی ہے خاک شفا مجھکو ۔ علاج عاشق بیتاب و مضطر ہو تو ایسا ہو
انا الحق قائل منصور جب دار پر تھا ۔ شہید راہ حق گر کوئی حق بر ہو تو ایسا ہو
زمیں سے آسماں تک سب ہیں اسکے تابع فرماں ۔ جو سلطاں ہو تو ایسا ہو جو سرور ہو تو ایسا ہو
محبت سے فراغ اسکو نہ ہووے سے خالی ہے ۔ اگر دل ہو تو ایسا ہو اگر سر ہو تو ایسا ہو
حد لئے خدا ثنا سے پاک احمد کی ہو قرآں میں ۔ جو ہو ممدوح تو ایسا ثنا گر ہو تو ایسا ہو
اٹھایا تو نے اک دو ماں دہایا تو نے اک [illegible] ۔ کسی میں جوش غم سے دیدۂ تر ہو تو ایسا ہو
سرور افزا نگاہوں سے میں دیکھوں چہرہ [illegible] ۔ عنایت جام لے ساقی کوثر ہو تو ایسا ہو
بحمد اللہ وفاداری دم کشتن یہ کہتی ہے ۔ شہید راہ حق سید لے داور ہو تو ایسا ہو
کرینگے اسقیا خود آرزو ان سے شفاعت کی ۔ اگر کوئی شفیع روز محشر ہو تو ایسا ہو
لسٹ [illegible] ستقر کی ۔ کام نے گلزار جنت کا ۔ اثر [illegible] کا دل میں اطہر ہو تو ایسا ہو

مدینے میں [illegible] تربت کیسی کی ۔ تو نکلے اے اجل حسرت کیسی کی
جسے دیکھو وہ دل سے شیفتہ ہے ۔ محبت [illegible] صورت ایسی
عدو سے بھی رہا برتاؤ اچھا ۔ جو ہو [illegible] ہو عادت کیسی کی
میں دیکھوں جا کے کیا [illegible] حرم میں ۔ نہاں ہے دل میں جب صورت کیسی کی
طفیل سرور دیں ہے جنت ۔ مجھے بخشے گی رحمت کیسی کی
کسی کی یاد میں نکلے مرا دم ۔ رہے تا زندگی الفت کیسی کی
یہ ہرگز ہو نہیں سکتا ہے ناصح ۔ کہ دوزخ میں جلے امت کیسی کی
مدینے میں مجھے پہنچا دے یارب ۔ نہایت شاق ہے فرقت کیسی کی
خدا مداح ہے جب اس حبیب کا خود ۔ لکھے پھر نعت کیا طاقت کیسی کی

سال تالیف گراوی [illegible] | [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حضرت اطہر کی [illegible]
لکھے ہیں سالات نبی [illegible]
[illegible] سے تاریخ [illegible]

[illegible]

[illegible] واقف اسرار [illegible]
[illegible] کلام [illegible]
[illegible] کہا [illegible] کار ثواب
[illegible] ہم وطن

[illegible]

سے بدل سے کلام [illegible]
یوں تو میلاد کے رسالہ [illegible] | [illegible]
لیکن اپنی نظیر آپ سے یہ | [illegible]
بہر تاریخ طبع اے طالب | لکھو — راحت [illegible]

۱۳۲۴